محمد رسول الله

فروری
2009ء

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الكريم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

المُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ، مُجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے (الحدیث)

ماہنامہ

المرشد

ماہنامہ المرشد

بانی	حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
سرپرست	حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

فروری 2009ء محرم / صفر

جلد نمبر 30 | شمارہ نمبر 6

مدیر

چوہدری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن منیجر: رانا جاوید احمد

کمپوزنگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 20 روپے

LRL # 41

بدل اشتراک

پاکستان	250 روپے سالانہ
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ۔ یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

فہرست

اداریہ	محمد اسلم	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوال شیخ	انتخاب	5
طریقہ ذکر	...	6
غلبہ دین کے اسباب	امیر محمد اکرم اعوان	7
حصول معرفت کے لئے کوشش لازم ہے	امیر محمد اکرم اعوان	17
روحانی بیعت	امیر محمد اکرم اعوان	26
اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	31
اسوہ حسنہ	امیر محمد اکرم اعوان	39
سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	43
قریب تر ہے نمود جس کی	انور علی شاہ	47
Islam- the Religion of Love	امیر محمد اکرم اعوان	50-56

انتخاب جدید پریس۔ لاہور 042-6314365 ناشر۔ عبد القدیر اعوان

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ، ڈاکخانہ جوہر ٹاؤن، لاہور فون 042-5182727

Web Site:- www.zikr-e-ilahi.com E-Mail:info@alikhwan.org.pk

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد فون 041-2668819 Mob: 0346-5207282

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرز تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

نفلی عبادت کا قانون

نفلی عبادت کا قانون یہ ہے کہ نفلی عبادت کرنے والا کسی دوسرے کو ڈسٹرب کرنے کا حق نہیں رکھتا' دوسرے کو پریشان کرنے کی اجازت نہیں' بلکہ سیرت میں ثابت ہے حضور فرماتے ہیں اگر تم سارا سال ہی روزہ رکھنے کے عادی ہو اور کسی کے گھر مہمان ٹھہرنا پڑے' میزبان نفلی روزے نہیں رکھ رہے تو ان سے سحری کے لئے مت کہو۔ بہتر ہے روزہ مت رکھو۔ تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے ہو کوئی دوسرا شخص اس کمرے میں سو رہا ہے وہ تہجد نہیں پڑھنا چاہتا اگر تمہارے اٹھنے سے اس کی نیند خراب ہو گی تو اپنا تہجد چھوڑ دو۔ فرض کا وقت ہو جائے تو اسے بھی اٹھا دو کہ اٹھو بھئی فرض کا وقت ہو گیا ہے۔ اٹھو نماز پڑھو۔ لیکن نوافل آپ نے اپنے لئے پڑھنے ہیں اس کے لئے نہیں۔ آپ اس کی نیند خراب کرنے کے مجاز نہیں ہیں بلکہ حضور ﷺ اس حد تک فرماتے ہیں کہ تم نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے اور کوئی مہمان آ گیا ہے اس پر ظاہر ہی مت ہونے دو کہ تمہارا روزہ ہے۔ دوپہر کو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لو۔ روزے کی قضا کر لینا لیکن اس کی دل شکنی مت کرو۔ اگر مہمان آ جائے اور آپ اسے کہہ دیں کہ جی میرا تو روزہ ہے تو وہ غریب بھی بھوکا ہی رہے گا کھائے گا بھی تو کیا خاک کھائے گا شرمندہ ہو کر ہی کھائے گا تو حضور ﷺ فرماتے ہیں تم اس پر ظاہر ہی مت کرو تم اپنا نفلی روزہ توڑ دو اسے پھر قضا کر لو۔

اداریہ

خونِ مسلم کی ارزانی

اس میں کچھ شک نہیں کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور روئے زمین کے مظلوم مسلمانوں کی نگاہیں ملک خداداد پر مرکوز ہیں۔ اس سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ ریاست مدینہ کے بعد دنیا کے نقشہ پر صرف اور صرف اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک پاکستان نے بہر حال ساری دنیا کے لئے مینارہ نور ثابت ہونا ہے لیکن اس وقت تلخ ترین زمینی حقیقت یہ ہے کہ تاریخ کے اس نازک ترین موڑ پر وطن عزیز ان گنت مسائل میں گھرا ہوا ہے اور پاکستانی مسلمان گوناگوں ذاتی وقومی مسائل میں اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ انہیں خود اپنے آپ کی بھی ہوش نہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ عالمی قوتیں خونخوار نظروں سے پاکستان کو گھور رہی ہیں۔ امریکہ کی خوشنودی کے لئے آخری حدود سے گزر چکنے کے باوجود ان کیطرف سے **Do More** کا مطالبہ جاری ہے برطانیہ مسلسل اس بات کی تکرار کر رہا ہے کہ دنیا بھر میں ہونے والی دہشت گردی کیلئے پاکستان کی سرزمین استعمال ہو رہی ہے اور بھارت کو پاکستان کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی گوارا نہیں ہے۔ ایک طرف تو پاکستان ان حالات میں گھرا ہوا ہے تو دوسری طرف افغانستان، عراق، کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی خبریں سن کر پاکستانی عوام تلملا اٹھتے ہیں اور بربریت کے بھیانک مناظر دیکھ کر خون کے آنسو روتے ہیں لیکن انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔

مقبوضہ کشمیر میں ایک کروڑ سے زائد کشمیری مسلمان نصف صدی سے زائد مدت سے بھارتی سنگینوں کے نیچے کراہ رہے ہیں، انکے گھر جلائے جارہے ہیں، معصوم خواتین کو بے آبرو کیا جارہا ہے، نوجوان قتل ہو رہے ہیں اور کشمیری عوام کے لئے زندگی ایک بھیانک خواب بن کر رہ گئی ہے۔ افغانستان میں عرصہ دراز سے آتش و آہن کا کھیل جاری ہے اور اب تک لاکھوں مسلمان زندگی کی بازی ہار چکے ہیں، عراق پر ایک خونریز جنگ مسلط کر دی گئی ہے جس کی تباہ کاری بیان سے باہر ہے، اسرائیل کی جانب سے فلسطینیوں پر جس طریقے سے عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ حالیہ جنگی کارروائیوں کے نتیجے میں سینکڑوں فلسطینی مسلمان جاں بحق ہو چکے ہیں جن میں دو سو کے قریب بچے بھی شامل ہیں جبکہ زخمی ہونے والوں کی تعداد پانچ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے ہزاروں کی تعداد میں جو فلسطینی شہری انتہائی بے کسی اور بے بسی کے عالم میں نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں جمہوریت کا پرچم لہرانے اور انسانی حقوق کی پاسداری و پاسبانی کا دعویٰ کرنے والا امریکہ ان سارے انسانیت سوز مظالم سے آنکھیں بند کئے کھل کر اسرائیل کی حمایت کرتے ہوئے یہ راگ الاپ رہا ہے کہ اسرائیل کو اپنے دفاع میں ایسا کرنے کا حق حاصل ہے اور اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ ستم کی بات یہ ہے کہ اس بدترین بربریت پر مسلم ممالک کے عوام تو تڑپ رہے ہیں لیکن تمام مسلم ممالک کے حکمران یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں اور اصلاح احوال کے لئے کسی ٹھوس اور جامع منصوبہ بندی کے لئے تیار نہیں۔ آج مسلم ممالک کی اکثریت ۷۰ فیصد مالی وسائل رکھنے کے باوجود مغربی سرمایہ دارانہ نظام کی آہنی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے حالانکہ پوری دنیا کے اہل فکر و نظر اس بات پر متفق ہیں کہ معاشی آزادیوں کے بغیر سیاسی آزادیاں بھی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ممالک کے حکمران صورتحال کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے علمی، فکری، سائنسی اور بالخصوص معاشی میدان میں مغرب کی محتاجی سے نجات حاصل کرنے کے لئے متحد ہو جائیں ان کے بغیر ترقی کا کوئی راستہ کھل سکے گا نہ مسلم عوام کو ظلم سے بچانا ممکن ہوگا۔

فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل کے بڑھتے ہوئے مظالم اور حالیہ اسرائیلی بربریت کے خلاف مسلم ممالک متحد ہو کر جنیوا کنونشن کے مطابق "War Crime" کے تحت مقدمات درج کرائیں اور اسرائیل کو قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے متحد ہو جائیں تمام تر وسائل کے باوجود مسلم حکمران آخر کب تک کٹھ پتلی بنے خونِ مسلم کی ارزانی کو دیکھتے رہیں گے۔

مسلمان کی تو پہچان ہی یہ ہے کہ اُمت مسلمہ ایک جسم کی مانند ہے جسم کے کسی ایک حصے میں تکلیف ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے لیکن اسلام کا قلعہ ہونے کے باعث پاکستانی عوام کے دلوں میں ملت اسلامیہ کا دکھ درد دوسروں سے کہیں زیادہ اور اُن کی بے قراری عین فطری ہے۔ پاکستانی عوام جمع خاطر رکھیں انشاءاللہ یہ ملک قائم رہے گا اس پر اسلام کی حکومت قائم ہوگی اس دھرتی سے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا اور اللہ کی مخلوق امن و عدل سے آشنا ہو سکے گی۔

کلامِ شیخ

سیماب

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر

نشانِ منزل

کونسی ایسی بات ہوئی ہے

سوچ سمندر

متاعِ فقیر

آس جزیرہ

دیدہ تر

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں۔

''میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں' اس کی مجھے خبر نہیں' اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سیکھا یا کم' سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آسکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔''

غزل

آج پھر واپس رواں ہیں دیکھ لو
ہے بہت دشوار رہنا تم سے دور

ان سے ملنے کی فقط ہے آرزو
جا ملیں گے ان سے منزل پر ضرور

دیکھ لی تصویر تیری آج پھر
میں تو کچھ تکتا نہیں اس میں غرور

کوئی لائے ان دنوں کو موڑ کر
ہم تو واپس آگئے دیکھیں حضور

کون جانے کس کی نظر بد لگی
کر دیا گل کو گلستانوں سے دور

دل یہ کہتا ہے بدل جائے گی رت
لوٹ آئیں گے گئے موسم ضرور

آج ڈھونڈیں گے کہیں سیماب کو
کہتے ہیں مل جائے گا بستی سے دور

اقوالِ شیخ

☆......زندگی کی بہت سی خوبصورتیاں زہریلے سانپ ہوتی ہیں جو بظاہر انسانی آنکھ کو خوبصورت لگتی ہیں لیکن درحقیقت وہ انسانی زندگی کی دشمن ہوتی ہیں۔

☆......زندگی کا سارا حسن حضورﷺ کے اسوہ حسنہ میں مقید کر دیا گیا ہے جو کام حضورﷺ کی سنت کے خلاف ہوگا اُس میں حُسن نہیں ہوسکتا۔

☆......جس کی آخرت کی تعمیر ہورہی ہو اس کی دنیا بھی یقیناً درست ہوتی ہے

☆......معرفت الٰہی کو پانا ہر انسان کی ضرورت ہے اس لئے رب العالمین نے اسکی طلب انسانی فطرت میں سمو دی اور اسے پورا کرنے کے لئے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے جو مخلوق کو خالق سے آشنا کروانے کا واحد ذریعہ ہیں۔

☆......مذاہب باطلہ اور دین حق میں ایک بڑا واضح فرق یہ ہے کہ جتنے مذاہب باطلہ ایجاد ہوئے ان سب سے مراد حصول دنیا ہے۔

☆......مومن کا مقصد صرف پیسہ کمانا نہیں اس کا مقصد اچھی اور پاکیزہ زندگی گزارنا ہے جس میں حلال ذرائع سے آمدنی حاصل کرنا لازم ہے۔

☆......دین اسلام زندگی گزارنے کا مختصر ترین' آسان ترین اور خوبصورت ترین طریقہ ہے۔

طریقہ ذکر

امیر محمد اکرم اعوان

مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ہر سانس کی آمدورفت پر اس طرح گرفت ہو کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اُترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ قلب پر لگے۔ دوسرے لطیفے کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اُترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ دوسرے لطیفے پر لگے۔

اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں لطیفہ کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اُترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ اُس لطیفہ پر لگے جو کیا جا رہا ہو۔

چھٹے لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اُترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پیشانی سے نکلے۔

ساتویں لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اُترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پورے بدن کے ایک ایک مسام اور خلیہ سے باہر نکلے۔

ساتویں لطیفہ کے بعد پھر پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ سب سے پہلے بیان ہوا ہے۔ ذکر کے دوران سانس تیزی اور قوت سے لیا جائے اور ساتھ ہی جسم کی حرکت جو سانس کے تیز عمل کے ساتھ خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔

پورا خیال رہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ توجہ قلب پر مرکوز رہے اور ذکر کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

رابطہ:۔ ساتوں لطائف کے بعد رابطہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ ساتویں لطیفہ کے بعد پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے اور پھر رابطہ کیلئے سانس کی رفتار کو طبعی انداز پہ لا کر ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' قلب کی گہرائیوں میں اُترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ عرش عظیم سے جا کر ٹکرائے۔

غلبۂ دین کے اسباب

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 11-10-2007

الحمدللہ رب العلمین ٥

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد وَاٰلہٖ

واصحابہ اجمعین ٥

اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرجیم ٥

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیمٌ ٥

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیداً ٥ (سورہ الفتح آیت ۲۸)

اللھُم سبحنک لا علملنآ الا ما علمتنا

اِنَکَ انت العلیمُ الحکیم

مَولایَ صَلِّ وَسَلِّمُ دَائِماً اَبَداً

عَلیٰ حَبِیبکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُوا

اس آیت کریمہ میں اللہ کریم نے اپنا تعارف اپنی ذات کا تعارف ہی اس طرح سے کروایا ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہدایت اور دین حق کے ساتھ اور مقصد بعثت یہ ہے کہ دنیا میں موجود تمام ادیان باطلہ پر اپنے سچے دین کو غالب کردے۔ وکفیٰ باللہ شھیداً. اس بات پر اللہ خود ہی گواہ کافی ہے کہ یہ یقیناً ہوگا ہر حال میں ہوگا۔

بعثت عالی کے وقت دنیا کا ہر ظلم اور ہر بُرائی انتہائی عروج پر تھی۔ معلوم انسانی تاریخ کا تاریک ترین دور تھا جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ روئے زمین پر حق کی کہیں کوئی آواز نہیں اٹھتی تھی ہر طاقتور کمزور پر ظلم کرنا اپنا حق سمجھتا تھا ایسی حالت میں حضور ﷺ مبعوث ہوئے۔ پوری دنیا کے کفر و شرک ظلم و جور سے اس کی ایک ہستی ایک فرد واحد کو مقابلہ کرنا تھا۔ اتنے عظیم کام کے لئے اللہ کریم نے اسباب تو دیئے ہوں گے دین کو غالب کرنے کے لئے اسباب تو چاہئیں۔ آیئے ان آیات مبارکہ میں دیکھیں کہ اللہ نے اپنے عظیم رسول ﷺ کو اس قدر عظیم الشان کام کے لئے کیا اسباب عطا فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق اللہ کریم نے اپنے نبی ﷺ کو ھدی اور دین حق عطا کئے بڑی بڑی مشرک حکومتوں کے مقابلے کے لئے بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے مقابلے کے لئے کفر کے بڑے بڑے پُر وسائل لشکروں کے مقابلے کے لئے لوگوں کے دلوں میں بیٹھے اپنی بڑائی کے بتوں کو پاش پاش کرنے کے لئے گمراہی کی لذتوں کو کراہت میں بدلنے کے لئے اللہ نے عظیم الشان اسباب عطا فرمائے۔

ھدی کا معنی ہے کام کرنے کا صحیح ترین طریقہ جیسے دو نقطوں کو آپس میں ملانا ہو تو بے شمار لکیریں لگائی جاسکتی ہیں لیکن ان بے شمار لکیروں میں ایک لکیر سیدھی ہوگی یہ خطِ مستقیم ہوگا جو تمام لکیروں سے

مختصر سیدھا اور ایک ہوگا باقی سب خطوط لمبے ہوں گے۔ ٹیڑھے ہوں گے مشکل ہوں گے اور بے شمار ہوں گے اسی طرح صراط مستقیم کو ھدیٰ کہا گیا ہے دین اسلام صراط مستقیم ہے جو زندگی گزارنے کا سیدھا' مختصر ترین' آسان ترین اور خوبصورت ترین طریقہ ہے۔

اللہ کریم نے اپنے نبی علیہ السلام کو قیصر و کسریٰ کے مقابلے کے لئے ھدیٰ جیسی نعمت عطا فرمائی قیصر کے ایک ایک گورنر کے پاس ڈیڑھ لاکھ کی سپاہ ہوتی تھی جو فن سپاہ گری میں ماہر اسلحے سے لیس ہوتے تھے تو خود مرکز میں قیصر کے پاس اسباب ظاہری کا کیا عالم ہوتا ہوگا اس سے مقابلے کے لئے اللہ نے اپنے نبی علیہ السلام کو دولت کے انبار ہتھیاروں کی فراوانی اور افرادی قوت سے مالا مال نہیں کیا۔ اسباب ظاہری کو حتی المقدور اکٹھا کرنے اور بروئے کار لانے کا حکم تو دیا لیکن جس چیز کی فراوانی عطا کی وہ تھا بنیادی طور پر زندگی گزارنے کا خوبصورت ترین طریقہ اور سلیقہ۔ اور پھر اس کے ساتھ یہ مہربانی بھی فرمائی کہ زندگی گزارنے کے اس بہترین طریقے کو دین حق یعنی افضل ترین عبادت قرار دے دیا ہر عبادت سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اللہ کی قدرت کاملہ پر یقین نصیب ہوتا ہے۔ اللہ سے امیدیں وابستہ ہوتی ہیں اللہ کی ناراضگی کا ڈر محسوس ہوتا ہے اور یہ ساری چیزیں مل کر اس کی عملی زندگی کی اصلاح کا سبب بن جاتی ہیں۔ یہی عبادت کا معاوضہ ہے جو دنیا میں ملتا ہے اور اس پر انعام آخرت میں ملے گا۔ قرآن حکیم میں آتا ہے ان الصلوۃ تنھا عن الفحشاء والمنکر کہ صلوۃ یقیناً برائی اور بے حیائی سے بچالیتی ہے دنیا میں بُرائی سے بچ جانا ہی عبادت کا معاوضہ ہے اور اس کا دوسرا اجر انعام کی صورت میں آخرت میں ملے گا۔ یہی ھدیٰ وہ راستہ ہے جسے اللہ نے دین حق قرار دیا ہے۔

اس بوڑھے آسمان نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ روئے زمین پر اللہ کا ایک بندہ توحید الٰہی کا نعرہ پکار رہا ہے جبکہ چار دانگ عالم میں ظلم پھیلا ہوا ہے اور وہ اللہ کا بندہ عدل کی بات کر رہا ہے۔ جب ہر طاقتور ہر کمزور کو ایذا دیتا ہے ان کا مال اور آبرو چھینتا ہے اور اسے اپنا حق تصور کرتا ہے اس وقت ہر فرد واحد انسانیت کے ہر فرد کے حقوق کی بات کر رہا ہے۔ یہ کام اتنا مشکل اور اتنا عجیب تھا کہ لوگ ظلم سے مانوس اور عدل سے نامانوس تھے اس میں عدل کی بات کرنا عجیب ہی تھا لیکن دین حق اتنا انسانی مزاج کے مطابق ہے کہ جن جن لوگوں نے انسانی مزاج مسخ نہیں کیا جن کی سمجھ باقی تھی جن کے قلوب پر مہر نہیں ہو چکی تھی جب ان تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے اس پر غور کیا انہوں نے دیکھا کہ زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ یہی ہے جو یہ عظیم ہستی بتا رہی ہے تو وہ ایک ایک کر کے اس میں شامل ہوتے گئے خواتین میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ مردوں میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دین حق کو قبول کیا یوں یہ تعداد دونوں میں بڑھنے لگی اور کفر کی مخالفت بھی تعداد میں اضافے کے ساتھ شدید سے شدید تر ہوتی گئی یہاں تک کہ مسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنا پڑی اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ریاست مدینہ ایک طاقت بن گئی اور پھر مدینہ منورہ سے پھیلتی ہوئی یہ ریاست جزیرہ نمائے عرب پر پھیل گئی۔

آپ ﷺ کی دنیاوی حیات مبارکہ میں ریاست اسلامی

جزیرہ نمائے عرب پر قائم رہی۔ تیئس برسوں میں قرآن حکیم مکمل ہو گیا دین کی تکمیل ہوگئی اور حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور ایک مکمل اسلامی ریاست ایک مکمل اسلامی معاشرہ حضور ﷺ نے بنا کر دکھا دیا قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے ھُدیٰ اور دین حق کو عملاً نافذ کر کے نمونہ بنا دیا وصال اقدس کے بعد خلفائے راشدین نے تیس برسوں کے اندر ہی اسلامی ریاست کو چین سے سپین تک اور سائبیریا تک پھیلا دیا اور حضور ﷺ کے پیغام کو ایک گداگر کی جھونپڑی سے لیکر شاہی محلوں تک پہنچا دیا۔ جس نے قبول کیا اسکی زندگی ہدایت پر آ گئی جہاں جہاں تک مسلمانوں کی حکمرانی ہوئی وہاں ہر فرد انسانیت کو حقوق ملے کافر کو بھی اس کا حق مسلمانوں کے زیر نگین آ کر ہی ملا۔ صحابہؓ نے یہ کام کیسے کیا؟ انہوں نے اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ سے اپنا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر رکھا۔ انہوں نے زندگی اس طرح سے نہیں گزاری کہ جب سے دین قبول کیا تب سے ساری زندگی اپنے آپ کو ہی سنبھالتے گزار دی کہ آج یہ غلطی ہوگئی اور آج دوسری ہوگئی آج کی توبہ کل پھر سے پایا یہ کہ مجھ سے یہ نہیں ہو رہا اور مجھ سے وہ نہیں ہو رہا۔ ایسے لوگ انقلاب آفرین نہیں ہوتے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں یہ نہیں ملتا۔ بلکہ یہ پتہ چلتا ہے کہ جسے جو نصیب ہوا اس نے پوری کوشش اس بات پر صرف کر دی کہ وہ اس پر عمل کرے اور پھر خود ہی عمل نہیں کیا اس پیغام کو ہر فرد و بشر تک پہنچانے میں کوشاں رہے۔ یہی انبیاء کا طریقہ ہے۔ حضرت یوسفؑ کے پاس جب قید میں دو ساتھی قیدی آئے کہ انہیں ایک خواب کی تعبیر بتائیں تو انہوں نے جواباً کہا کہ اللہ واحد لاشریک ہے بتوں کی پوجا غلط ہے۔ تمہارے پاس ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں خود ہی تم انہیں گھڑتے ہو انکے بت بناتے ہو اور خود ہی انہیں قابل پرستش سمجھتے ہو۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ قیدیوں نے تو تعبیر پوچھی تھی لیکن حضرت یوسفؑ نے اللہ کی توحید پر پہلے بات کی پھر انہیں تعبیر بتائی۔ یہ طریقہ ہے حق پھیلانے کا اور یہی طریقہ صحابہ کرامؓ کا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس نعمت کو دوسروں تک یوں پہنچایا جیسے ہوا خوشبو پھیلاتی ہے۔

ہمارے ہاں تو یہ ہوتا ہے کہ جسے چار لفظ مل جاتے ہیں جسے چند باتوں کی سمجھ آ جاتی ہے تو پہلے وہ یہ فرض کر لیتا ہے کہ وہ ہی واحد بندہ ہے جسے دین نصیب ہو گیا ہے باقی ساری مخلوق تو بے دین ہے۔ یوں نفرت کی ایک دیوار خود تراش لیتا ہے جب درمیان میں نفرت کا پردہ حائل ہو تو کوئی اچھی بات بھی کیوں سنے گا۔ دین کی بنیاد محبت ہے نبی کریم ﷺ ہر فرد انسانیت سے محبت فرماتے ہیں۔ یہ محبت ہی آپ ﷺ کا پیغام دلوں تک لے جاتی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ کریم نے حضور ﷺ کو بعض لوگوں کے بارے دعا کرنے سے منع فرما دیا اس بات سے روک دیا کہ حضور ﷺ ان پر محنت کریں اس لئے کہ اللہ کریم جانتے ہیں کہ کس دل پر مہر ہو چکی ہے۔

میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ جن احباب کو دین نصیب ہوا ہے اللہ کا نام لینا نصیب ہوا ہے۔ کیفیات قلبی نصیب ہوئی ہیں اُن پر بدرجہ اتم واجب ہے کہ وہ دین کی بات پہنچائیں اپنا محاسبہ کرتے رہیں اور دوسروں کو اصلاح احوال کا نسخہ بتاتے رہیں ہر بندے کو دعوت ضرور دیں اگر ہر بندہ ذکر کرنے پر متفق نہیں ہوتا تو کم

از کم حرام کھانے سے، ظلم کرنے سے انہیں روکا جائے انہیں اسلام کے عملی پہلوؤں سے روشناس کروایا جائے اس طرح ہر فرد محمد الرسول اللہ ﷺ کا قاصد بن جائے اور آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ کو آگے پہنچائے۔ ہم ذکر کرتے ہیں تو یہ ہماری خوش نصیبی ہے اللہ سب کو نصیب کرے لیکن جو ذکر نہیں کرتا کم از کم توحید باری کا تو قائل ہے رسالت و آخرت کو تو مانتا ہے تو کم از کم اتنی ہمت تو کرے کہ حرام کھانا چھوڑ دے، سود لینا چھوڑ دے، جھوٹ بولنا چھوڑ دے، لین دین میں بددیانتی سے باز آ جائے ناپ تول پورا کر لے جتنی جس کی اصلاح ہو سکتی ہے اتنا تو وہ کرے اور جسے تصوف کے ذریعے کیفیات قلبی حاصل ہوں روح کے محسوسات ہوں اس کے ذمے ہے کہ وہ افراد کے لئے اصلاح احوال کی کوشش کرے۔

اسلام عملی زندگی میں نظر آتا ہے نظریات کا اثر عبادات کا اثر عملی زندگی پر چھاتا ہے غلطی ہونا انسانی فطرت میں ہے لیکن اصلاح احوال کرنا مسلمان کا فریضہ ہے۔ آج کے نام نہاد علماء نے اس معاملے کو بھی الجھا دیا ہے ایک مشہور مغالطہ یہ ہے کہ اصلاح احوال کی ابتدا ایسے ہوگی جیسے مکی دور میں ہوئی پھر مدنی دور آیا لہٰذا اصلاح احوال کے لئے پہلے مکی دور کی طرح کی محنت کی جائے پھر مدنی دور کے احکام پر عمل کیا جائے۔ ان علماء سے کوئی یہ پوچھے کہ مکی زندگی میں سارا اسلام کلمہ طیبہ پر ایمان لانا تھا جو مسلمان ہو جاتا وہ اس کلمے پر ایمان لاتا اور اپنے عمل سے اسے ثابت کرتا لیکن مکی زندگی میں نماز روزہ زکوٰۃ حج کے احکام نہیں آئے تھے اب آپ لوگوں کو مکی زندگی سے شروع کروائیں گے تو کیا ان پر نمازیں معاف کرا دیں گے کہ نماز تو مکی زندگی میں فرض نہیں ہوئی تھی شراب تو مدینہ منورہ میں حرام ہوئی تھی نمازیں شب معراج فرض ہوئی تھیں آپ ﷺ کے سامنے جو اسلام قبول کرتا کیا وہ اسلام کے تمام احکام یک بیک قبول نہیں کر لیتا تھا؟ کیا اُسے ترتیب کے ساتھ ایک ایک حکم پر ایمان لانا سکھایا جاتا تھا؟ کیا اسلامی تاریخ میں کبھی آپ نے دیکھا کہ جب دین مکمل ہو گیا تو پھر کسی کو یہ اجازت دی گئی کہ جس ترتیب سے احکام نازل ہوئے تھے اسی ترتیب سے باری باری ایک ایک حکم کو مانا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ مکی دور ایک عہد تھا جو حضور ﷺ کی دنیاوی حیات مبارکہ کا عہد تھا وہ بیت گیا۔ جب اسلام مکمل ہو گیا حضور ﷺ نے ایک ریاست بنا کر اسلام کو ہر لحاظ سے غالب کر دیا اور یہ نعمت خلفائے راشدین اور پھر اُمت کے سپرد کر دی تو اب یہ اپنی مکمل شکل میں ہی نافذ ہوئی اور آئندہ ہوتی رہے گی۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں جب مدعیان نبوت نے حملے کئے تو اگر حضرت ابوبکر صدیق خاموش بیٹھے رہتے کہ مکی زندگی سے شروع کرتے ہیں ہم جنگ نہیں کریں گے تو اسلامی ریاست کیسے بچتی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طرز عمل کیا تھا انہوں نے تمام محاذوں پر بیک وقت جنگ لڑی۔ مدعیان نبوت کے خلاف نبرد آزما ہوئے روما کے خلاف جو لشکر جا رہا تھا اُسے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کیا اور ذرہ برابر جس نے جہاں اسلام کی خلاف ورزی کی کوشش کی اُسے بنوک شمشیر سیدھا کر کے رکھ دیا۔

ان علماء کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ خلفائے راشدین حضور ﷺ کے زیادہ قریب ہیں یا یہ جو بعد میں آئے ہیں دین وہی ہے جو حضور

ﷺ عمل کر کے گئے ہیں اور جسے صحابہ کرام کو حضور ﷺ نے سکھایا اور اپنی رضامندی کی سند دی اور دین صحابہ کرام کے ذریعے ہی آنے والے زمانوں کی اُمت تک پہنچا بعد میں آنے والوں کے لئے صحابہ کا طرزِ عمل ہی وہ روش ہے جو کامیابی کی کلید ہے۔

آج ہم مکمل اسلام کو خود پر نافذ نہ کرنے کے بہانے تراشتے ہیں۔ عملی زندگی میں بہتر سے بہتر ہونے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ کیوں دوسروں کو اسکی دعوت نہیں دیتے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارا اپنا یقین پختہ نہیں۔ اصول یہ ہے کہ جب کوئی برتن بھر جاتا ہے تو اس میں سے پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے خالی برتن سے کیا نکلے گا یا آدھے بھرے ہوئے برتن سے محنت کر کے کچھ نکالنے کی کوشش ہوگی۔ ہم اس لئے بات نہیں کر سکتے کہ ہم خود متذبذب ہیں آدھا یقین ہے آدھی بے یقینی ہے جب یقین کامل ہو جائے تو اس کے منہ سے بات بلاتکلف نکلتی رہتی ہے۔ وہ دوسروں کو ضرور بتانا چاہتا ہے۔ خاندان میں ایک شخص بیمار ہو جائے تو تمام افراد باری باری مریض کو علاج کا کوئی نہ کوئی نسخہ بتاتے رہیں گے کوئی حکمت کی دوا بتائے گا کوئی ایلوپیتھی کوئی ہومیوپیتھی حالانکہ کوئی بھی طبیب نہیں اس لئے کہ جس کسی کو جس پر یقین ہے وہی بات آگے کرتا رہتا ہے۔ سو آدمی کو پہلے تو اپنی ذات سے شروع کرنا چاہیے پہلے اپنے یقین کو کامل کرے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر اعتبار کرنا سیکھے۔ اسے یقین کامل ہو کہ جو حضور ﷺ نے فرمایا ہے وہی حق ہے۔ اللہ کرے کہ یقین کامل ہو جائے۔ کسی درجے میں بھی یقین حاصل ہو جائے تو یقین میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور بات کرنے کو ضرور جی چاہتا ہے پھر چاہیے کہ اس بات کو اللہ کی امانت سمجھ کر بیان کیا جائے۔ کسی پر مسلط کرنے کے لئے نہیں نہ کسی کو ہرانے کے لئے نہ کسی کو فتح کرنے کے لئے بلکہ قلبی کیفیت یہ ہو کہ یہ اللہ کا بندہ ہے اللہ کرے اس کا تعلق بھی اللہ سے قائم ہو جائے۔ جب اس قلبی کیفیت کے ساتھ ہمارے یقین میں پختگی آجائے گی جب ہمیں بات کرتے ہوئے جھجک نہیں آئے گی تب یہ اسلامی انقلاب کی بنیاد ہوگی وہ انقلاب ہماری ذات میں آئے گا ہمارے گھر میں ہمارے ماحول میں آئے گا یہی وہ عظیم الشان نعمت ہے جو حضور ﷺ کے ذریعے سے اُمت کو عطا ہوئی ہے۔

اللہ کریم نے فوری طور پر جو عطا فرمایا وہ یہی الھدیٰ اور دین الحق تھا پھر جوں جوں ضروریات بڑھیں اللہ مسبب الاسباب نے اسباب عطا فرما دیے اسلحے کی ضروریات پڑی اسلحہ عطا فرما دیا۔ مجاہد عطا کر دیئے وہی کارساز ہے جیسے جیسے ضروریات پیش آتی ہیں اسباب و وسائل بھی بن جاتے ہیں لیکن ان سب سے پہلے بنیاد کا بننا ضروری ہے اور بنیاد ہے اعتماد الی الرسول۔

اللہ نے آپ کو ذکر کی توفیق عطا کی ہے اعتکاف کی سعادت بخشی ہے، شب و روز اللہ کی یاد میں بسر ہوئے ہیں تو اس کا کچھ حاصل تو ہونا چاہیے اور سب سے بڑا حاصل یہ ہے کہ اعتماد الی الرسول نصیب ہو جائے اللہ کے احکام پر یقین حاصل ہو جائے۔ اتنا یقین تو ہو کہ کم از کم اپنے ساتھ رہنے والوں کو اپنے بیوی بچوں کو اپنے بھائیوں کو یہ سمجھا سکیں کہ یہ درست ہے یہ غلط ہے اپنے حلقہ احباب میں سے مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والوں کو بتا سکیں کہ کمانے کے لین دین کے درست طریقے کیا ہیں اور غلط کو غلط کہہ سکیں جب یہ

جرات آجائے جب ہم میں یہ اعتماد آجائے گا تو ہمارے اردگرد کے لوگ اچھائی کو قبول کریں گے۔ یہ انسانی مزاج ہے کہ وہ اپنے لئے سہولتیں چاہتا ہے دنیوی زندگی کی آسائش بھی صرف دین کے اتباع میں ہے دین کے خلاف کئے جانے والے تمام امور میں رسوائی ہے بدنامی ہے پریشانی ہے اللہ کی ناراضگی تو سب سے بڑھ کر ہے لیکن دنیا میں بھی دین کے برخلاف یہ سب کچھ حاصل کرنے والوں کے اندر حقیقی خوشی نام کبھی نہیں ہوتی۔ خود کو اس طرح جانچیئے کیا ہم میں یہ جرات آئی ہے؟ کیا ہمارا یقین اس درجے کو پہنچا ہے؟ اس بات کو یاد رکھئے کہ اللہ کا دین آیا ہی غالب ہونے کے لئے ہے۔ ہر انسان کی عافیت صرف اسلام میں ہی ہے مسلمان ہر حال میں غالب ہو کر رہتا ہے زندگی اسلام کے ساتھ گزارتا ہے تو غالب ہے دنیا سے ایمان کے ساتھ جاتا ہے تو غالب ہے جہاد میں جان سے گزر جاتا ہے تو غالب ہے۔ اسلام غالب ہو کر ہی رہتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی بھی بعض لوگوں نے عجیب تاویلیں کی ہیں کہ یظھرہٗ علی الدین کلہ. سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام دلائل سے غالب رہے گا حق یہ ہے کہ دین اسلام دلائل کے ساتھ عمل سے بھی غالب رہے گا دلائل سے تو وہ ہے ہی غالب۔ قرآن وحدیث نے اتنے دلائل دے دیئے ہیں کہ عالم کفران کا جواب دینے سے عاجز ہے۔ اسلام تا قیامت عملی طور پر غالب رہے گا اس پر عمل کرنے والے ہمیشہ موجود رہیں گے اسلامی نام رکھنے والے جب اسلام کے خلاف زندگی گزارنا پسند کرنے لگتے ہیں تو اللہ کریم کسی اور کو اسلام کی نعمت سے سرفراز کر دیتا ہے اور دنیا پر اسلام غالب ہو کر رہتا ہے۔ اللہ ایسا قادر ہے کہ آج مغرب میں لوگ کثیر تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ جب مغرب نے اسلام کے خلاف تلوار اٹھائی اور جگہ جگہ خون خرابہ شروع ہوا تو خود مغرب میں لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوا کہ انکی حکومتیں اسلام سے کیوں خائف ہیں وہ مسلمانوں پر ظلم کیوں ڈھا رہی ہیں؟ اور مسلمان مجاہد کیوں جانفروشی سے جانیں نچھاور کئے جا رہے ہیں وہ کونسی کتاب ہے جو بندے کو ایسا بنا دیتی ہے کہ وہ جان کی پرواہ نہیں کرتا ہے تو اُن لوگوں میں سے خصوصاً نوجوانوں نے قرآن کو پڑھنا شروع کیا اور وہ خود اس نتیجے پر پہنچے کہ قرآن بہترین طرز حیات عطا کرتا ہے آج مغرب میں اتنی کثیر تعداد میں نومسلم وجود میں آئے ہیں کہ تاریخ میں کبھی اتنی تعداد میں عالم کفر نے اسلام قبول نہیں کیا وہ بھی بغیر کسی کی تبلیغ کے محض اپنی ریسرچ اپنی محنت سے اپنی طلب سے قرآن پڑھ کر مرد عورتیں نوجوان مسلمان ہوتے جا رہے ہیں؟

اللہ کریم کا اپنا نظام ہے مغرب نے اسلام کو تلوار سے ختم کرنے کی کوشش کی تو اللہ نے اسی قوم کے ذہن میں یہ سوال پیدا کر دیا کہ حق کیا ہے؟ مسلمان مجاہد کس لذت پر فریفتہ ہو رہے ہیں انہوں نے حق کی تلاش میں قرآن کا مطالعہ کیا اور انہیں حق نصیب ہو گیا۔

آج اگر ہمیں نفاذ اسلام مشکل نظر آ رہا ہے تو اس کا بنیادی سبب ہماری اپنی بے یقینی اور اس کے نتیجے میں بے عملی ہے ہر عمل کسی یقین کا مظہر ہوتا ہے جب یقین کامل ہو گا تو عمل بلا تکلف ہو گا اور باعمل شخص کو بات کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی۔ دنیا میں ہو گا تو وہی جو اللہ کی پسند ہے اور اللہ نے اسلام کو قیامت تک کے لئے پسند

کرلیا ہے جب تک دنیا باقی ہے اسلام پر عمل کرنے والے موجود رہیں گے اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول کر کے اس پر عمل کرنے والے بھی ہمیشہ رہیں گے اگر کفر کی طاقتیں آگے بڑھ رہی ہیں تو ردعمل بھی آئے گا' جہاد ہو گا' اسلام غالب آئے گا' کفر کو شکست ہوگی اور اسلام کو فتح ہوگی اللہ کرے گا اپنے وقت پر انشاء اللہ یہ سب کچھ ہوگا لیکن ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ اس سارے تناظر میں ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمیں اس میں شمولیت کیسے کرنی ہے۔ اگر ہمیں یہ یقین ہے کہ بارش ہوگی تو ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس بارش سے ہم نے اپنے کھیت کو اپنی فصل کو کس طرح فائدہ پہنچانا ہے یہ دیکھنا ہے کہ اس سے میرا کھیت سرسبز رہے گا یا تباہ ہو جائے گا۔ اسی طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اسلامی انقلاب انشاء اللہ العزیز ضرور آئے گا عقیدے کے اعتبار سے بھی لوگوں کو قوت نصیب ہوگی عمل کی توفیق بھی ہوگی اسلام دنیوی اعتبار سے بھی غالب ہوگا۔ اور پھر سے دنیا میں پھیلے گا تو ہمیں اپنے آپ کو اور اپنی کارکردگی کو بھی دیکھنا ہے کہ اس میں ہمارا حصہ کتنا ہے؟ ایک بہت بڑی عمارت بنتی ہے کئی کاریگر حصہ لیتے ہیں ایک مزدور ہزاروں اینٹیں ڈھو کر لے جاتا ہے کوئی کمزور سا مزدور چند اینٹیں ہی لے جاتا ہے تو بڑی عمارت کی تعمیر میں اس کا حصہ بھی ہوتا ہے خواہ ایک آدھ اینٹ کی حصہ داری ہی ہو۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جو انقلاب اسلامی آنے کو ہے جلد یا بدیر آئے لیکن آئے گا ضرور لیکن جب یہ بپا ہوگا تو اس میں ہماری مزدوری کتنی ہوگی میں نے اس کے لئے لوگوں کو برائی سے روکنے کی کتنی کوشش کی پیار و محبت کے ساتھ سمجھانے کی کتنی کاوشیں کی۔

خود کو نیکی پر کاربند کرنے کا یہ طریقہ بہت کارگر ہے کہ جب دوسروں کو بُرائی سے روکنے کی کوشش کی جائے تو بندے کے اپنے ضمیر میں یہ احساس بیدار ہو جاتا ہے کہ جس بُرائی سے وہ لوگوں کو روک رہا ہے اُسے وہ خود نہیں کرنا چاہیے یہ وہ اجر ہے جو اللہ کریم اسے عطا کرتے ہیں اگر کوئی دوسروں کو جھوٹ بولنے سے سود کھانے سے کم تولنے سے بُرائی کرنے سے روک رہا ہے تو اس کا اثر خود اسکی ذات پر آتا ہے اور وہ خود اس سے باز آجاتا ہے دوسرا نہ بھی مانے تو دو فائدے اسے ضرور مل جاتے ہیں ایک وہ اپنا حق ادا کر دیتا ہے دوسرا اسکی اپنی اصلاح ہونے لگتی ہے۔

اپنے آپ کو اس وسوسے سے آزاد کیجئے کہ میرا یہ کام نہیں ہو رہا مجھے وسوسے آتے ہیں مجھ سے یہ نہیں ہوتا؟ شریعت کے مطابق عمل نہیں ہوتا کوئی وظیفہ بتا دیجئے ان باتوں سے نکل آیئے میدان عمل میں اپنی کارکردگی دکھایئے۔ ایک ایک جملہ جو آپ لوگوں تک پہنچائیں گے آپ کا وہ جملہ ضائع نہیں جائے گا اللہ آپ کی محنت کو ضائع نہیں ہونے دے گا اللہ کریم آپ کو اس کا اجر دے گا۔

ہمارے ہاں یہ بھی ایک کمزوری ہے کہ ہم ایک بات کو پکڑ لیتے ہیں اور پھر اسی کو سارا دین بنا لیتے ہیں دین وہی ہے جو حضور ﷺ نے دیا ہے پورا دین اپنانا ضروری ہے اگر کوئی مدرسے میں پڑھا رہا ہے تو دین کا کام کر رہا ہے کوئی علماء کی جماعت کو پڑھا رہا ہے تو بھی دین کا کام ہے کوئی تحریر سے ترغیب دلا رہا ہے کوئی تقریر سے یہی کام کر رہا ہے اسلام کے احکام بیان کر رہا ہے یا کفر کا رد کر رہا ہے تو سب ہی دین کے شعبوں میں کام ہو رہا ہے۔

صوفی کو ایک شعبے شعبے میں نہیں ہر شعبے میں کام کرنا چاہیے

عام آدمی میں اور صوفی میں یہی فرق ہوتا ہے کہ وہ ہر شعبہ زندگی میں کام کرتا ہے جب خلوص سے کام کرنے کا ارادہ کیا جائے تو اللہ کریم اس کام کی اہلیت بھی عطا کر دیتے ہیں۔

رہی غلبہ اسلام کی بات تو اسلام آیا ہی غالب رہنے کے لئے ہے یہ کبھی مغلوب نہیں ہوگا انشاء اللہ کفر کے سارے وسائل اور ساری طاقتیں جو لوگوں کو ڈرا رہی ہیں ان سب پر اسلام غالب آئے گا اللہ قادر ہے اُن لوگوں کو وسائل بھی دے گا۔ انکی مدد بھی کرے گا جو دنیا ومافیھا سے بے نیاز ہو کر اس کے لئے پوری کوشش کریں گے جنہیں برکات سلاسل نصیب ہوتی ہیں وہ تو بدرجہ اتم اس کوشش کے مکلف ہیں۔ جب آپ یہ بات سر بازار کہیں گے میدان عمل میں دین کے لئے کام کریں گے اپنی ذات پر محنت جاری رکھیں گے تو سب وسوسے دور ہو جائیں گے اور سب امراض کا علاج ہو جائے گا۔

الحمدللہ اللہ کریم نے آپ کو برکات عطا فرمائی ہیں آپ کی محنت قبول فرمائے حاضر وغائب تمام احباب تک یہ پیغام پہنچایئے کہ آج مہلت عمل ملی ہوئی ہے اور یہ پیغام پہنچانا آج کے عہد کی ضرورت ہے۔ کفر لوگوں کو متزلزل کر رہا ہے دولت کا لالچ دے کر عہدے کا لالچ دیکر اسلامی ریاستوں کو مٹانے کے درپے ہے اور اس کا انداز یہ ہے کہ اسلام کے نام پر کفر رائج کر دے اس کے لئے اس نے مختلف نام گھڑ رکھے ہیں انہی میں سے ایک کا نام روشن خیالی ہے ہر بے حیائی کو روشن خیالی کہا جا رہا ہے یعنی بے حیائی کو بُرائی کہنے کے بجائے روشن خیالی کہا جاتا ہے اس طرح الفاظ کے معانی بدلنا بہت پہلے سے ہو رہا ہے۔ اس ملک میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ کبھی اسلام کے ساتھ سوشلزم کا دھبہ لگا کر اسلامی سوشلزم کہا گیا جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور سوشلزم ایک ایسا نظریہ ہے جو انسانی سوچ بچار کا نتیجہ ہے اور جس میں اللہ کی ہستی کا کوئی تصور ہی نہیں تو اس نظریے کا اسلام کے ساتھ کیا جوڑ ہے لیکن لوگوں نے اسلام سوشلزم کا نعرہ لگایا اور پھر مساوات محمدی کا نعرہ بھی اس اسلامی سوشلزم کے نعرے سے منسلک کیا۔ یہ ساری خوبصورت اصطلاحات لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے گھڑی جاتی ہیں ورنہ اسلام ہے ہی عدل کا نام مساوات محمدیہ الگ سے کوئی چیز نہیں۔ پھر انہی لوگوں نے لوگوں سے دین و ایمان چھڑوا کر کہا دین ایمان کو چھوڑ و روٹی کپڑا مکان لے لو بس یہی دین ایمان ہے۔ آج ایک اسی طرح کی اصطلاح وضع ہوئی کہ سب سے پہلے پاکستان Pakistan First یعنی دین ایمان کو جانے دو پاکستان بچاؤ۔ اگر دین ہی نہ رہے تو خطہ زمین کو کیا کریں گے؟ پاکستان تو بنا ہی اس لئے تھا کہ یہاں مسلمانوں کی آزاد اسلامی ریاست ہوگی جہاں مسلمان اپنے دین کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے۔

مسلمان کے لئے سب سے پہلے اللہ کا دین ہے اللہ کا رسول ﷺ ہے اللہ کی کتاب ہے اور اسلام ہے اسلام کے بغیر نہ ملک کا تصور ہے نہ قوم کا۔ سو روشن خیالی وغیرہ جیسے نعرے مغرب ایجاد کر کے ہمارے حکمرانوں کو دیتا رہتا ہے اور وہ اس کا ڈھول پیٹتے رہتے ہیں اور لوگوں کو رِجھانے کے لئے عجیب وغریب فریب دیتے رہتے ہیں کہ فلاں جگہ نہر بن گئی ٹیوب ویل لگ گیا موبائل فون عام ہوئے

یہ معاشی ترقی ہوئی حالانکہ ضروریات زندگی پہلے سے زیادہ نایاب ہوئیں غریب آدمی کی دسترس سے روزمرہ کی خوراک بھی دور ہوگئی اور امیر آدمی کو بھی خاص غذا میسر نہیں پتہ نہیں اللہ کریم نے ان حالات میں بھی زندگی جینے کی کون سی قوت دی ہے کہ لوگ جیئے جا رہے ہیں شاعر نے کہا تھا۔

اس درد کی دنیا سے گزر کیوں نہیں جاتے
یہ لوگ بھی کیا ہیں مر کیوں نہیں جاتے

اس کا حل خود عملی زندگی میں حق پر رہنا ہے اور لوگوں کو حق پر بلانا ہے خود انصاف کرنا اور انصاف کرنا سکھانا ہے لیکن ہم تو اُن سے انصاف کی امید رکھتے ہیں جو ظلم کو انصاف کا نام دیتے ہیں

ہمیں اُن سے ہے وفا کی اُمید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

آیئے اپنی زندگی میں عدل کو لائیں اسلام اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق عمل کریں اللہ کریم مدد کرے گا اور ظالموں سے نجات عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ یہ ملک قائم رہے گا اس پر عدل بھی قائم ہوگا یہ اسلامی ریاست بنے گی اور اتنی بڑی اور عظیم ریاست بنے گی کہ پوری دنیا میں اسلام کو پھیلانے کا سبب بنے گی۔ انشاء اللہ یہ سب کچھ ہوگا مجھے تو اس میں رائی برابر شبہ نہیں اور میں ایک عرصے سے یہ بات دہرا رہا ہوں جمعے کے خطبوں میں تحریر و تقریر میں آپ کو یہ بات بارہا ملی ہوگی لیکن میں تاکید کر رہا ہوں کہ خود کو تلاش کریں ہماری قربانی کس درجے کی ہے ہماری کوشش کیسی ہے؟

کوشش کیجئے کہ آئندہ سال جب آپ یہاں اکٹھے ہوں تو آپ کے ساتھ اللہ کا قرب چاہنے والے اور بھی کھڑے ہوں کوئی سلسلہ عالیہ میں داخل ہو یا نہ ہو اتنی کوشش تو کریں کہ لوگ آپ کی ترغیب سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں' سود کھانا چھوڑ دیں ہمت کریں اسی چکر میں زندگی نہ ہار دیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہوتا وہ نہیں ہوتا یقین رکھیئے۔ کہ آپ سے سب کچھ ہوسکتا ہے جب آپ کو اللہ نے ذکر کی توفیق دے رکھی ہے قلب روشن ہے تو پھر سب کچھ ہوتا ہے اس وہم سے نکلئے اور میدان عمل میں ثابت کیجئے کہ ہم مسلمان ہیں اور بنی نوع انسان کی اصلاح صرف اسلام میں ہے۔

و آخر دعونا ان الحمدلله رب العالمین

............☆☆☆............

اِنا للہ وانا الیہ راجعون

درج ذیل احباب اور انکے عزیز واقارب دار فانی سے کوچ کر گئے ھیں۔

☆......ملتان (حسن آباد) سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی قاری نذیر احمد کے جواں سال عالم دین بیٹے۔

☆......ملتان (گلگشت کالونی) سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی طاہر نذیر کی ہمشیرہ۔

☆......ملتان (حاجی پور) سے محمد عباس کمبوہ اور محمد الیاس کمبوہ کی والدہ

☆......نواب پور (تحصیل ملتان) سے ملک احمد بخش منگانہ (مرحوم صاحب مجاز ڈاکٹر نصرت پاشا کے سُسر بھی تھے)

اللہ تعالی مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ھے

قارئین المرشد متوجہ ہوں

حضرت شیخ المکرّم مدظلہ نے متعدد بار اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ زندگی کے ہر چھوٹے بڑے کام کو انجام دینے کے لئے مسنون طریقہ اختیار کیا جائے۔ سلسلہ عالیہ کی جملہ تعلیمات اور ذکر واذکار کا بنیادی مقصد اور حاصل بھی یہی ہے کہ امور دنیا میں ہر قدم پر سنت خیر الانام ﷺ پر عمل نصیب ہو جائے۔ ماہنامہ المرشد میں بھلائی اور بہتری کے جذبے کے تحت نیک نیتی سے کچھ اشتہارات شائع کر دیئے جاتے ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ کاروباری معاملات ہوں یا رشتے ناطے دونوں صورتوں میں مسنون طریقہ اختیار کریں اور مکمل معلومات کے ساتھ اچھی طرح دیکھ بھال کر معاملات طے کریں بعد میں ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

(ادارہ)

اللہ یار خانؒ ہسپتال میں سپیشلسٹ کلینک کا آغاز

☆ ڈاکٹر امتیاز احمد .... ہارٹ سپیشلسٹ (پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور)

اوقات: بروز منگل بدھ شام 6 بجے تا 9 بجے

☆ ڈاکٹر عامر رضا .... چائلڈ سپیشلسٹ (چلڈرن ہسپتال لاہور)

اوقات: بروز منگل بدھ شام 6 بجے تا 9 بجے

ای۔سی۔جی۔ بھاپ دینے والے مشین، شوگر ٹیسٹ کی سہولیات موجود ہیں۔

اللہ یار خانؒ ہسپتال 34-ادیبہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

فون۔ 042-5183888-0343-4570645

حصول معرفت کیلئے کوشش کرنا لازم ہے

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 04-01-2009

الحمدللہ رب العلمین o

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد وّ الہٖ

واصحابہٖ اجمعین o

اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرجیم o

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیمِ o

ومن اعرض عن ذکری وان لہ' معیشۃً ضنکا ونحشرہ'

یوم القیمتہ اعمیٰ o قال رب لم حشر تنی اعمیٰ وقد

کنتُ بصیراً o قال کذلک اتتک ایتنا فنیستھا

وکذلک الیوم تنسیٰ o سورہ طٰہٰ ۱۲۴ تا ۱۲۶

اَللّٰھُم سبحٰنک لا علملنا الا ما علمتنا

اِنَّکَ انتَ العلیمُ الحکیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ مَنْ زَانَت بِہِ الْعُصُرُ

دنیا میں جب سے انسان آباد ہوئے تب سے ان کے ذہن دل اور وجود میں ایک خواہش موجود ہے تخلیقی طور پر ودیعت کی گئی ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہو جو اسکی ضروریات پوری کرے کوئی غیبی طاقت ہو جو اس کی نگہبان ہو اس کا تحفظ کرے، اسکی فریاد سنے اور اسکی مدد کرے۔ تاریخ انسانی اس بات کی گواہ ہے۔ لوگ تہذیب و تمدن سے بے بہرہ رہے لیکن مذہب کے نام پر انہوں نے چند رسومات اپنائے رکھیں خواہ وہ اچھل کود ہو یا ڈھول بجانا جس سے اسکی اس خواہش کی تکمیل ہوتی ہے کہ کوئی غیبی طاقت اس کی مدد کرتی ہے۔ جہاں انسانی مزاج میں اللہ نے یہ بات سمو دی وہیں تخلیق انسانی کا مقصد بھی بتا دیا کہ انسان معرفت الٰہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ کریم فرماتے ہیں کُنتُ کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرفو افخلقت الخلق۔ میری ذات ایک چھپا ہوا خزانہ تھی مخلوق میں سے کسی میں یہ جرات نہیں تھی کہ میری ذات سے آشنا ہو تا چاہے میں نے چاہا کہ کوئی ایسی مخلوق پیدا کروں جو مجھے جانے پہچانے میری ذات کی طالب ہو میری عبادت کرے میرے لئے راتوں کو جاگے مجھ سے باتیں کرے اور جو کچھ میں اسے عطا کروں وہ میری چاہت میں مجھ پر نچھاور کر دے۔ فخلقت الخلق تو میں نے انسانیت کو پیدا کر دیا۔ چونکہ معرفت الٰہی کو پانا ہر انسان کی ضرورت ہے اس لئے رب العالمین نے اسکی طلب انسانی فطرت میں سمو دی اور اسے پورا کرنے کے لئے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے جو اللہ کی پہچان اور آشنائی کروانے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس لئے تمام الہامی کتابوں میں اور تمام انبیاء کی تعلیمات و برکات میں عبادات کا مقصد معرفت الٰہی کا حصول رہا مذاہب باطلہ اور دین حق میں یہ ایک بہت بڑا فرق ہے کہ جتنے مذاہب باطلہ ایجاد ہوئے ان سب سے مراد حصول دنیا ہے۔ دور حاضر میں بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ انسانوں نے مختلف رسومات کو عبادت کا درجہ دے کر ان سے ضروریات کی تکمیل کو جوڑ لیا ہے۔ کسی رسم کے کرنے سے وہ سمجھتے ہیں کہ بیماری

دور ہو جائے گی کسی سے اولاد حاصل ہو گی اور کسی سے مال و دولت۔ اسلام میں عبادت محض معرفت الٰہی کے حصول کے لئے فرض کی گئی ہے اور دنیا کے تمام کام اللہ کے حکم اور نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ دنیا بھی اچھی گزرے اور آخرت بھی بہترین ہو۔ یاد رہے اسلام اور دین حق کی بنیاد روز اول سے رکھی گئی۔ حضرت آدمؑ پہلے انسان تھے جنہوں نے زمین پر قدم رکھا اور اللہ نے پہلے انسان کو ہی نبوت سے سرفراز فرمایا حضرت آدمؑ خود اللہ کے نبی تھے پھر تمام زمانوں میں سلسلہ نبوت جاری رہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات والاصفات نے سلسلہ نبوت کو مکمل کر دیا اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا سلسلہ نبوت کی تکمیل کے ضمن میں ایک بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ اللہ کے بندے جو ختم نبوت کی تحریک سے وابستہ ہیں اور بہت کام کر رہے ہیں اللہ اسے قبول فرمائے انہوں نے اس تحریک کو جو نام دیا ہے وہ ہے "ختم نبوت" اور یہ الفاظ انہوں نے قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ سے لئے ہیں ما کان محمدٌ ابآ احدٍ من رجالکم ولکن رسولَ اللہ وخاتم النبیین ٥

الفاظ تو حق ہیں درست ہیں لیکن ہمارے ہاں عام آدمی اس حقیقت کا ادراک ان الفاظ سے نہیں کر پاتا اور جھگڑا یہ چلتا رہتا ہے کہ مسلمان کہتے ہیں نبوت ختم ہو گئی اور جھوٹے مدعیان نبوت کہتے ہیں نبوت ختم نہیں جاری ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نبوت کی تکمیل کی جو تعریف ارشاد فرمائی ہے وہ بہت واضح خوبصورت اور عام فہم ہے حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مثلی ومثل الانبیاءِ کمثل قصرٍ احسن بنیانہ' ترک منہُ موضع لبنتہِ فطاف بہ النظارُ یتعجبون من حسنِ بنائہٖ الا موضع تلک اللبنۃِ فکنتُ انا سددتُ موضعَ اللبنۃِ ختم لی البنیانُ وختم بی الرسلُ (رواہ البخاری والمسلم)

ترجمہ۔ میری اور اگلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے کہ ایک شاندار محل ہے جس کی تعمیر بڑی حسین اور خوبصورت کی گئی ہے لیکن اس کی تعمیر میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی، دیکھنے والے اس محل کو ہر طرف سے گھوم پھر کر دیکھتے ہیں، انہیں اس کی تعمیر کی خوبی اور خوبصورتی بہت اچھی لگتی ہے، اُن کو اس سے تعجب ہوتا ہے، سوائے ایک اینٹ کی خالی جگہ کے، پس میں نے آ کر اس خالی جگہ کو بھر دیا میرے ذریعے اس محل کی تکمیل اور اس کی تعمیر کا اختتام ہو گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ بھی ختم اور مکمل ہو گیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے نبوت کی تکمیل ہو گئی، حضور ﷺ کے اس ارشاد پاک سے عام آدمی کو بھی یہ بات سمجھ آ جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ والاصفات پر نبوت مکمل ہو گئی لہٰذا کسی مکمل چیز میں پیوند کاری اس کی خوبصورتی پر دھبہ لگانے کے برابر ہے۔ جب تک ایک عمارت مکمل ہو گئی تو اس پر کوئی پتھر لگائیں گے تو وہ زائد ہو گا اور اس کی بدنمائی کا باعث ہو گا اسی طرح دینِ حق وہی ہے کہ جو حضور ﷺ نے عطا فرمایا اور دین حق میں وہ غیبی طاقت جو ہر انسان کی محافظ بھی ہے ضرورتیں بھی پوری کرتی ہے۔ دعائیں بھی سنتی ہے ہمہ وقت ساتھ بھی ہوتی ہے وہ اللہ ہے اس سے مانگنے کا سلیقہ بھی سکھایا ہے۔ دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے اور دنیا میں رہتے ہوئے تعمیر آخرت کا سلیقہ بھی سکھایا ہے اللہ کریم نے ایک اصولی بات سمجھا دی ہے کہ دنیا میں قیام عارضی ہے۔ دار دنیا وقتی اور لمحاتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ روزانہ کتنے لوگ یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں اور کتنے نئے آ رہے ہیں ایک میلہ لگا ہوا ہے

آتا ہے کوئی جاتا ہے کوئی اس محفل کا ہے رنگ وہی
ساقی کی نوازش جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

اس مہمان خانے میں لوگ کہاں سے آرہے ہیں اور کہاں جارہے ہیں اس بات کا جواب مذاہب باطلہ کے پاس نہیں ہے۔ دین حق نے تمام سابقہ انبیاء علیہ السلام نے اور امام الانبیاء نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ بندۂ مومن دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی زندگی جیتا ہے۔ کام مومن بھی وہی کرتا ہے جو ایک کافر کرتا ہے، پیدا ہوتا ہے، پلتا بڑھتا ہے، تعلیم حاصل کرتا ہے، ملازمت، مزدوری، کاروبار یا کاشتکاری کرتا ہے، روزی پیدا کرتا ہے، شادی کرتا ہے، اولاد ہوتی ہے، بوڑھا ہوتا ہے، اور پھر گزر جاتا ہے۔

اکبرالہ آبادی نے کہا تھا

کیا کہیں احباب کیا کارہائے نمایاں کر گئے
بی اے کیا نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

زندگی کے معمولات تو مومن و کافر کے ایک جیسے ہیں تو پھر فرق کہاں ہے؟ کافر زندگی کے سب کام من مانے طریقوں سے کرتا ہے اور اس کا مقصد حیات مزید دنیاوی سہولتیں حاصل کرنا ہی ہوتا ہے اور مومن زندگی کے تمام کام اللہ اور اللہ کے رسول علیہ السلام کے احکام کے مطابق کرتا ہے اس طرح اسکی دنیا پر آخرت کی تعمیر ہوتی ہے۔ آخرت کا تصور دین حق کے علاوہ کہیں نہیں ملتا اسی لئے مومن کبھی مردار نہیں کھاتا حرام نہیں کھاتا اور کافر بے تکلف بغیر حلال حرام کی تمیز کے بے دریغ کھاتا ہے۔ مومن یہ تمیز کیوں روا رکھتا ہے؟ اس لئے کہ اس کا آخرت پر یقین ہے اسے یقین ہے کہ حرام کھانے سے اللہ کریم ناراض ہوں گے اُخروی زندگی تباہ ہوگی کافر کا مقصد دولت کمانا ہے خواہ وہ ناجائز ذرائع سے ہی کیوں نہ حاصل ہو مومن کا مقصد صرف پیسہ کمانا نہیں اس کا مقصد اچھی اور پاکیزہ زندگی گزارنا ہے جس میں حلال ذرائع سے آمدنی حاصل کرنا لازم ہے وہ جانتا ہے کہ اس طریقے پر زندگی گزارنے سے اللہ کے احکام کی تکمیل ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکی دنیاوی زندگی سارے کی ساری عبادت بن جاتی ہے مومن جب بھی کوئی کام کرتا ہے، معاملہ کرتا ہے، دوستی کرتا ہے یا دشمنی اس کی منشاء یہ ہوتی ہے کہ اس بارے اللہ کا حکم کیا ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کا کیا طریقہ بتایا ہے اس طرح اس کے دنیاوی کاموں میں اللہ کی یاد پہلے ہوتی ہے اور کام بعد میں ہوتا ہے یوں وہ کام بھی ذکر الٰہی شمار ہوتا ہے۔

آپ کے سامنے میں نے قرآن کھولا ہے اللہ کریم جس بارے بات کرنے کی توفیق دیتے ہیں وہی آیت سامنے آجاتی ہے اس وقت جو آیت پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہ سولہویں پارے میں سورہ طٰہٰ کی یہ آیت ہے ومن اعرض عن ذکری کہ جو شخص میری یاد سے غافل ہو جاتا ہے اسکی میں روزی تنگ کر دیتا ہوں۔ جو شخص میری یاد سے غافل ہو جاتا ہے وہ یہ پرواہ نہیں کرتا کہ معاملات زندگی کی ادائیگی میں اللہ کا حکم کیا ہے؟ یعنی جسے عمل کے وقت عظمت الٰہی پیش نظر نہیں رہتی وہ یاد الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔

بہادر شاہ ظفر نے کہا تھا

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا
ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکاء
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

یعنی ہر حال میں اللہ کی عظمت سامنے رہنی چاہئے غصہ آئے تو اسے سمجھ آئے کہ وہ غصے میں کچھ نہ کر گزرے جس سے اللہ ناراض ہو اور آلودگی اور دولت مندی کی صورت میں اس کا یہ احساس زندہ رہے

کہ کہیں اس سے کچھ ایسا نہ ہو جائے جو اللہ کریم کو پسند نہ ہو تو ساری زندگی ذکر الٰہی بن جاتی ہے۔ گویا کردار کا نتیجہ بھی ذکر الٰہی ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق سوچنا عمل کرنا، دنیاوی امور سرانجام دینا بھی ذکر الٰہی ہے مومن کے ہر کام کی بنیاد اس بات پر ہوتی ہے کہ یہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے اللہ کے نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے۔ یوں مومن کا کمانا، خرچ کرنا، دوستی دشمنی جینا مرنا سب کا نتیجہ ذکر الٰہی ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم نے کثرت ذکر کا حکم دیا ہے۔ اہل اللہ اور صوفیا ذکر الٰہی کا بیج بوتے ہیں پوری انسانی زندگی اگر ایک درخت تصور کی جائے تو ہر درخت پر شاخیں، پتے، پھول اور پھل لگتے ہیں اور پھل کا حاصل ایک بیج ہی ہوتا ہے وہ ذکر الٰہی ہے پودے کا جو پھل ہوتا ہے وہی بیج بھی ہوتا ہے۔ قران حکیم نے کثرت ذکر کا حکم بھی اسی لئے دیا ہے کہ کثرت ذکر اعمال و کردار کی اصلاح کا سبب بنتا ہے اعمال و کردار کے درست ہونے کا نتیجہ ذکر الٰہی ہوتا ہے اور ذکر الٰہی نصیب ہو تو اعمال و کردار سدھر جاتے ہیں۔

دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو یاد الٰہی سے محروم ہیں ایسے لوگوں کے بارے فرمایا جو لوگ یاد چھوڑ دیتے ہیں اپنی من مانیاں کرتے ہیں اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ **فان لہ معیشۃ ضنکا** روزی تنگ کر دیتا ہوں۔ **معیشۃ ضنکا** سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس وسائل زندگی ہوتے ہیں لیکن ان سے استفادہ نہیں کر سکتا ہے کہ اللہ کی نعمتیں استعمال نہیں کر سکتا۔ اولاد جیسی نعمت ہوتی ہے لیکن ان کے لئے فتنہ ابتلا آزمائش اور مصیبت کا باعث ہوتی ہے اللہ کی یاد سے منہ موڑنے والوں کی ازواج و اولاد کو میں ان کا دشمن کر دیتا ہوں وہ اسکی جان کے درپے ہو جاتے ہیں اولاد والدین کی شفقتوں سے محروم ہوتی ہے اور والدین اولاد کی محبت سے عاری ہوتے ہیں۔ مغرب کی خوبیوں کے دلدادہ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اقوام مغرب ترقی کر گئی اور یہ کہتے ہوئے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ دنیا میں سب سے زیادہ گھناؤنے جرائم بھی انہی اقوام میں جنم لیتے اور پلتے بڑھتے ہیں انسانی رشتوں سے عاری ایک معاشرہ ہے جس میں جرائم اتنے ہیں کہ گنے نہیں جا سکتے۔ عام آدمی سے لیکر صدر تک آبرو نام کی چیز نہیں کسی کو اولاد کا دکھ ہے کسی کے پاس والدین کی شفقت نہیں۔ کراچی کے جامعہ بنوریہ میں سویڈن کے نوجوان طالب علم سے ملاقات ہوئی میں نے اس سے پوچھ لیا کہ تمہارے والدین نے تمہیں مسلمان ہونے کی اور پھر یہاں آ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دے دی؟ اس نے نہایت سیدھا جواب دیا کہ جب وہ بالغ ہوا تھا تو اس کے والدین نے اسے گھر سے باہر نکال دیا اس کے الفاظ تھے۔

They kicked me out and shut the door. بلوغت تک بھی وہ بچہ اس لئے رکھتے ہیں کہ حکومت انہیں بچے کی پیدائش سے لیکر بلوغت تک کا وظیفہ دیتی ہے جب بالغ ہونے پر حکومت وظیفہ بند کر دے تو والدین اولاد سے کہہ دیتے ہیں کہ جاؤ میاں اب اپنا کماؤ اور اپنا کھاؤ اور اگر گھر میں رہنا ہے تو کمرے کا کرایہ اور کچن کا خرچ دیتے رہو نہیں دے سکتے تو جہاں چاہے رہو۔ پھر خواہ بیٹا ہو یا بیٹی وہ گھر سے نکال دیتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں **معیشۃ ضنکا** کہ سب کچھ ہوتے ہوئے سکھ نہ رہے ایک زمانے میں فورڈ کمپنی گاڑیاں بنانے والی بہت بڑی کمپنی تھی ایک منٹ میں دو ہزار گاڑیاں اُن کی پروڈکشن تھی اس کمپنی کے مالکان میں سے ایک شخص نے اپنے بارے میں کہا کہ وہ اگرچہ دنیا کے چند دولت مند افراد میں سے ایک ہے لیکن اس کے حصے کی غذا صرف یہ ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں میں صرف چنے کا سوپ ہی پی

سکتا ہے اسے کچھ اور ہضم ہی نہیں ہوتا۔

حیرت کی بات ہے کہ معشتۃ ضنکا. تو ہے ہی کافروں کے لئے اب ہمیں اپنے لئے جب یہی سب کچھ بھگتنا پڑ رہا ہے تو یہ کیا ہے؟ اور معیشتۃ ضنکا کیا ہے؟

جیب میں رقم ہے لیکن ضروریات زندگی بازار سے غائب ہو گئی ہیں۔ بجلی کا بل دینے کی استطاعت ہے لیکن بجلی ندارد گاڑی ہے پٹرول نہیں مل رہا وسائل ہیں لیکن چولہے میں گیس نہیں آرہی معیشتۃ ضنکا روزی تنگ کر دی جاتی ہے ایسے حالات پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ بندہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی انہیں استعمال نہیں کرسکتا یہ کیوں ہوتا ہے؟ اللہ کریم فرماتے ہیں ایسا تب ہوتا ہے جب لوگ میری یاد چھوڑ دیتے ہیں بے لگام و بے مہار ہو جاتے ہیں میری کائنات اور میری سلطنت میں وہ میرے بتائے ہوئے اصولوں کی بجائے اپنی مرضی سے جینا چاہتے ہیں حالانکہ میرے احکام کی پابندی میں بھی اُن کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ لیکن وہ میری کائنات کو اپنا سمجھتے ہیں لوگوں کو بے قصور تباہ کرتے ہیں بے دریغ قتل کرتے ہیں لوگوں کا مال لوٹتے اور رشوتیں کھاتے ہیں یہ ہے نتیجہ اللہ کی یاد کو چھوڑنے کا یعنی اللہ کے احکام و فرامین کو فراموش کر کے من پسند طریقے سے زندگی گزارنے کا۔ اللہ پاک نے واضح کر دیا کہ جو میری یاد بھلا دے بے لگام ہو کر زندگی گزارے میری کائنات میں اپنی پسند سے جینا چاہے تو میں اُن کے لئے روزی تنگ کر دیتا ہوں۔ اب اس کی صورتیں مختلف ہیں مغرب میں اور صورت ہے یہودیوں پر اور صورت مسلط ہے عیسائیوں پر مختلف' ہندوؤں بت پرستوں پر اور طرح کا عذاب ہے اور ہم مسلمانوں پر جو نام کے مسلمان ہیں اللہ ہمیں معاف فرمائے توبہ کی توفیق دے اور یہ عذاب ہم سے دور کرے ہم پر عذاب کی صورت یہ ہے کہ وسائل ہوتے ہوئے ہر امیر غریب اپنے طور پر ضروریات زندگی سے محروم ہے۔ عذاب کی یہ صورت تو دنیا کے لئے ہے آیت کا اگلا حصہ اخروی عذاب کی وضاحت کر رہا ہے کہ جس نے دنیا میں اللہ کی یاد بھلا دی وہ جب حشر میں اٹھے گا تو اس کی بینائی نہیں ہوگی وہ میدان حشر میں اندھا اٹھے گا۔ ونحشرُ ہٗ یومَ القیمتہ اعمیٰ قال رب لم حشر تنی اعمی وقد کنتُ بصیراً اور پھر سوال کرے گا یا اللہ مجھے قیامت کے میدان میں تو نے اندھا کر کے اٹھا دیا اور میں جب دنیا میں تھا تو میری بینائی درست تھی میں تو صاحب بصارت تھا آپ نے مجھے میدان حشر میں اندھا کر کے کھڑا کر دیا تو ارشاد ہوگا۔ قال کذلک اتتک ایٰتنا فنسیتھا و کذلک الیوم تنسی ٥ دنیا میں تیرے پاس میرے ارشادات آئے تھے تو نے اس کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا تو نے ان کی پرواہ نہ کی انہیں بھلا دیا تو اسی طرح آج ہم نے تجھے بھلا دیا آج تیرا ہونا نہ ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ تجھے میں نے بینائی دی تھی کہ تو میرے نبی ﷺ کی سنتوں کو اپنا تا لیکن تو نے دنیا میں میرے احکام کو میرے نبی ﷺ کی سنتوں کو نہیں دیکھا تجھے میں نے نظر اس لئے تو نہیں دی تھی کہ فواحشات کو دیکھے تو نے میری عطا کردہ بینائی کا صحیح استعمال نہیں کیا تو میں نے وہ واپس لے لی اس لئے تو آج اندھا کھڑا ہے۔

اسلام نے اس دنیاوی زندگی کی بنیاد تعمیر آخرت پر رکھی ہے یعنی دنیا کے کام اس طریقے سے کرو جس سے آخرت کی تعمیر ہو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا کے کام میں بھی کئی گنا فائدہ ہوگا آخرت میں بھی راحت آرام وسکون اور آبرومندی ہوگی۔ دنیا میں ہر کام یاد الٰہی کا سبب بن جائے گا اور ذکر دوام نصیب ہو جائے گا اس کی بہترین مثال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین ہیں کہ دنیا کا ہر کام کر کے بھرپور

ندگی گزارتے ہوئے ہر قدم اللہ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے ریقے پر اٹھایا یہاں تک کہ اللہ کریم نے انہیں دنیا میں ہی اپنی رضا ندی کی سند عطا کر دی اور صحابہ کرام قرآن کے مثالی مسلمان ٹھہرے

ضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بے شمار دلائل ہیں سرفہرست آپ ﷺ کی ذات عالی صفات ہے آپ ﷺ کا بچپن' لڑکپن' جوانی اور پ ﷺ کا ہر عمل نبوت کی دلیل ہے۔ قرآن حکیم قیامت تک زندہ ہنے والا معجزہ ہے اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے اسی طرح حابہ کرام کا وجود بھی حضور ﷺ کی نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آن حکیم میں آپ ﷺ کی رسالت کو ثابت کرتے ہوئے اللہ ریم نے فرمایا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں محمد ول اللہ والذین معہ' (الفتح آیت ۲۹ کا حصہ) اور جن کو اُن ﷺ کا تھ نصیب ہوا اُن ﷺ کی معیت نصیب ہوئی اُن میں یہ خوبیاں ا ہوگئیں کہ وہ اصحابؓ آپ ﷺ کی حقانیت کی دلیل بن گئے۔ لئے صوفیا فرماتے ہیں کہ کسی کو شیخ بنانے سے پہلے اس کے پاس نے والوں کو دیکھو اگر ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہو رہی ہے تو درست ہے ایسے بندے کو اگر پالو تو پھر اس کے قدموں کی دھول جاؤ پھر اسے مت چھوڑو لیکن یونہی کسی کو شیخ نہ بنالو۔

بہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی کیا عجیب لوگ تھے ہماری عمر رگئی انکے بارے پڑھتے' سنتے اور اُنؓ سے برکات حاصل کرتے ن انکی ذات ہماری سمجھ میں آ جائے یہ ممکن نہیں یہ کیسے لوگ تھے کا اللہ کریم سے کیسا تعلق تھا کہ انہیں اپنی دعا کی قبولیت کا کتنا ن حاصل تھا وہ مفلس تھے یا امیر اُن کا اللہ کریم سے وہ تعلق تھا کہ کریم اُن کی بات کو کبھی رد نہیں فرماتا۔ حضور ﷺ صحابہؓ کے یان جلوہ افروز تھے سامنے سے ایک نوجوان صحابی گزر رہے تھے ہجرت کر کے آئے تھے وسائل واسباب نہیں تھے لباس بھی فرسودہ تھا کہ بے روزگار تھے اُنؓ کے بارے حضور ﷺ نے پاس بیٹھے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اس شخص کی تو یہ حیثیت ہے کہ اسے تو کوئی رشتہ بھی نہ دے۔ عرب میں کسی کے بھلا آدمی ہونے کی یہ دلیل تھی کہ وہ جہاں چاہے اسے لوگ رشتہ دینا پسند کریں کسی شخص کی خوبی کے لئے یہ جملہ محاورۃً استعمال ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی عنداللہ یہ حیثیت ہے کہ اگر اللہ کے بھروسے پر اس کے منہ سے کوئی بات نکل جائے تو اللہ اس کی بات پوری کرے گا لیکن صحابہ کرام کی تمام کی تمام دعائیں دنیا ہی کے لئے نہیں ہوتی تھیں انہیں یہ یقین تھا کہ جب وہ ہاتھ اٹھائیں گے تو وہ خالی نہیں جائیں گے اور انہوں نے مانگنے کی چیز مانگی انہوں نے اسلام کی سربلندی مانگی آخرت کی سرخروئی مانگی آج کی ساری دعائیں یہی ہیں میرا بیٹا پاس ہو جائے میرے بچے کی نوکری لگ جائے' میری دکان چمک جائے صحابہ کرام کی بھی انسانی ضرورتیں تھیں اور حضور ﷺ کا ارشاد بھی موجود تھا کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ سے مانگو۔ لیکن انکی انتہائے آرزو رضائے الٰہی تھی۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ حضور ﷺ کے پھوپھی زاد تھے اور انکی بیٹی زینبؓ بنت عبداللہ اُم المومنین بھی تھیں اس طرح حضرت عبداللہ حضور ﷺ کے سُسر بھی تھے حبشہ کی ہجرت میں شریک ہوئے اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ حضور ﷺ کو بہت عزیز تھے حضور ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ کسی جری' تلوار کے دھنی' لڑاکا کافر سے میرا مقابلہ ہو تو مجھے اس پر فتح دے' غلبہ عطا کر میں اسے تیری راہ میں قتل کروں پھر میں جام شہادت نوش کروں کوئی میرے جسم کے ٹکڑے کر دے پھر جب میں قیامت کو اٹھوں تو مجھ سے تو سوال کرے کہ اے

عبداللہ یہ تیرا کیا حال ہے تو میں کہوں یا اللہ میرا یہ حال تیرے اور تیرے رسول ﷺ کی راہ میں ہوا ہے صحابہ کرام کو پتہ تھا کہ اللہ سے جو مانگیں گے وہ ملے گا انہیں اپنی دعا کے مقبول ہونے کا یقین تھا۔ غور کا مقام یہ ہے کہ جب بندے کو یقین ہو کہ اسکی دعا قبول ہوگی تو پھر وہ اللہ سے مانگتا کیا ہے؟

اُحد کا موقع تھا عمرو بن جموحؓ ایک بوڑھے اور ایک ٹانگ سے معذور صحابیؓ ان کے چار نوجوان بیٹے احد کے جہاد میں شریک تھے بیٹے چاہتے تھے کہ والد گھر میں مستورات کی دیکھ بھال کے لئے رہیں اور جہاد میں شامل نہ ہوں آخر بیٹے بھی تو اُن کے وجود کا حصہ ہیں چاروں جا رہے ہیں ایک ہی بات ہے لیکن والد جہاد پر جانے کے لئے مصر رہے۔ آخر بات حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچی آپ ﷺ نے حضرت عمروؓ کو بلوایا اور پوچھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں شروع سے ایک ٹانگ سے معذور ہوں اب اسی طرح لنگڑاتے عمر رسیدہ ہو چکا ہوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میرے چاروں بیٹے جہاد میں شریک ہیں لیکن اتنی عمر اسی معذوری میں سب دنیاوی امور انجام دیئے ہیں اب میرا جی چاہتا ہے کہ اسی معذوری کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوں اور جنت میں بھی اپنی اسی لنگڑی ٹانگ کو گھسیٹتا پھروں۔ تو انہیں غزوۂ احد میں شریک ہونے کی اجازت مل گئی۔

آپ اندازہ کیجئے کہ ایک شخص کو یہ یقین ہے کہ اللہ اسے قبول فرمائے گا۔ پھر وہ اللہ سے مانگ کیا رہا ہے؟

اب بارگاہ الوہیت میں انکی دعا کی قبولیت کا انداز دیکھئے غزوۂ اُحد اختتام پذیر ہوا مسلمانوں کو کافی مشکلات اٹھانے کے بعد بالآخر فتح ہوئی دشمن میدان چھوڑ کر بھاگا صحابہ کرام نے دور تک اُن کا تعاقب کیا آپ ﷺ نے چند روز وہیں قیام فرمایا اور مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ جو لواحقین اپنے شہدا کو مدینہ منورہ لے جانا چاہتے ہوں وہ لے جائیں باقی کو اُحد کے دامن میں دفن کر دیا جائے۔ حضرت عمرو بن جموحؓ کے بیٹوں نے اپنے شہید باپ کو مدینہ منورہ لے جانا چاہا اونٹ پر وجود رکھا تو اونٹ نے اٹھنے سے انکار کر دیا وجود اُتار لیتے تو اونٹ کھڑا ہو جاتا وجود واپس رکھتے تو اونٹ چلنے سے انکار کر دیتا یہ دیکھ کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے کہ حضور ﷺ ہمارے والد کے ساتھ یہ ماجرا ہو رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے والد کے کسی ساتھی کو تلاش کرو جوان کے ساتھ تھا۔ انہیں والد گرامی کے عزیز دوست مل گئے آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا انکے علم میں ہے کہ انکے دوست نے کوئی دعا کی ہو کسی تمنا کو زبان پر لائے ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دونوں دوست جب میدان میں پہنچے تو دونوں نے دعائیں کیں عمرو بن جموحؓ نے کہا جب وہ دعا کریں تو میں آمین کہوں اور جب میں دعا کروں تو وہ آمین کہیں۔ وہ صحابی عرض کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ مکے کا کوئی کافر سردار انکے ہاتھوں واصل جہنم ہو اسکی زرہ تلوار اور خود و غنیمت میں حاصل ہو اور وہ خود زرہ وغیرہ پہن کر مکے والوں کے سامنے اسکی تلوار لہرایا کریں اور اہل مکہ کو اس بات کی جلن ہو کہ یہ تلوار ان کے سردار کی تھی اس دعا پر عمروؓ نے آمین کہی اور اسی میدان اُحد میں واقعتاً ایسا ہوا اور انکی دعا مقبول ہوئی وہ فرماتے ہیں پھر حضرت عمرو بن جموحؓ نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے احد میں شہادت عطا فرما اور احد میں ہی میرا دفن بنا۔ انکی یہ دعا بھی قبول ہوئی اور انہیں شہادت نصیب ہوگئی آپ ﷺ نے سن کر فرمایا انہیں یہیں دفن کر دو ان کا وجود یہیں سے اٹھے گا۔

یہ کیسے عجیب لوگ تھے حضور ﷺ کی رفاقت میں آ کر حضور ﷺ کی معیت نے انہیں کیا دیا؟ آپ ﷺ پر غیر متزلزل یقین اور ایمان۔ جب انہیں یہ یقین تھا کہ وہ ہاتھ اٹھائیں گے تو وہ خالی نہیں جائیں

گے تو انہوں نے کیا مانگا؟ حضور ﷺ نے اُن کے ذوق طلب کو وہ بلندی عطا کی کہ وہ طالب آخرت ہوئے انہوں نے توفیق عمل مانگی اور عمل کے لئے محنت کی۔ اگر انہوں نے دنیا کی کوئی شے بھی مانگی تو وہ بھی اسلام کی سربلندی کے لئے مانگی۔ آج تو دل ترس جاتا ہے کہ کوئی ایسا آدمی ملے جو آخرت کا طالب ہو۔ سب دنیا کے طالب آتے ہیں۔ فلاں کام رہ گیا فلاں کام ہوگیا۔ سارا دن تعویذ لکھتے رہو آنے والے دنیا کے طالب ہی آتے ہیں۔ آج دعویٰ اسلام کے باوجود سود کھائے جا رہے ہیں' حرام کاری کیے جا رہے ہیں بے پناہ لوگوں کو قتل کیے جا رہے ہیں' دھماکے کیے جا رہے ہیں مخلوق خدا کو تباہ کر رہے ہیں اور خود کو بھی تباہ کر رہے ہیں نہ خوف خدا ہے نہ خوف آخرت نہ سچائی کی طلب ہے نہ اہمیت نہ کوئی حق کا طالب ہے نہ حقیقت کا متلاشی تو اے سامعین و حاضرین اس طوفان بدتمیزی میں اللہ جل شانہٗ کے احکام اور حضور ﷺ کی سنت کو حرز جان بنالو۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ یہ محنت مجاہدہ اور لوگوں پر دن رات کو محنت اس لئے کرتے ہیں کہ کہیں کوئی شخص اتنا اصلاح پذیر ہو کہ اس کا کردار حقیقی مسلمان جیسا ہو جائے اور جسے دیکھ کر کوئی کہہ سکے کہ مسلمان ایسے ہوتے ہیں اب تو نمونے کے طور پر بھی کسی کو کھڑا نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمان ایسا ہوتا ہے کسی کا عقیدہ درست نہیں کسی کا کردار ٹھیک نہیں کسی نے حلیہ بھی مسلمان جیسا نہیں رہنے دیا۔

ہمارے ہاں ایک محاورہ کثیر الاستعمال ہے کہ کہیں دھماکہ ہوا کہہ دیا گیا امریکہ نے کروایا ہے کہیں قتل ہوا وہ امریکہ کے نام حتیٰ کہ معمولی جھگڑے بھی امریکہ کے نام لگتے ہیں۔ یقین کرلو امریکہ کچھ بھی نہیں ہے یہ ہمارا اپنا کردار ہے جو ہمارے لئے امریکہ کی صورت میں ظلم ڈھا رہا ہے ہم نے عظمت الٰہی کو فراموش کر دیا' اطاعت الٰہی سے منہ موڑ لیا' سنت مطہرہ کو پس پشت ڈال دیا ہم ہر کام اپنی مرضی سے کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ ایسا بے نیاز ہے کہ وہ ہم سے گھٹیا لوگ ہم پر مسلط کر دیتا ہے جو ہم سے عقیدے اور عمل میں بدتر ہوانہیں ہم پر حکمران بنا دیتا ہے کہ تم بڑے دانشور بنتے ہو اب یہ جاہل تمہیں سیدھا کریں گے۔ پرہیزگاروں پر بدکاروں کو مسلط کر دیتا ہے عالموں پر جاہلوں کو حاکم کر دیتا ہے۔ کیوں؟

اس لئے کہ خود کو پرہیزگار کہنے والے عظمت الٰہی سے آشنا نہیں ہوتے خود کو بڑا سمجھنے والوں کو وہ دنیا میں ہی دکھا دیتا ہے کہ تم بڑے نہیں ہو صرف ذات باری ہی بڑی ہے وہ انسانوں کو دنیا میں ہی دکھا دیتا ہے کہ لاکھوں ٹن گندم پیدا ہوئی لیکن تم دانے دانے کو ترسو۔ دریاؤں میں پانی ہے لیکن تم پینے کو ترسو۔ اس کا علاج کیا ہے؟ پہلا اور آخری' حتمی اور یقینی علاج صرف ایک ہے۔

کسی یکجائی سے اب عہد غلامی کر لو
ملت احمد مرسل کو مقامی کر لو

اللہ کی عظمت کا اقرار کرو اور اپنے کردار کو اطاعت پیغمبر ﷺ کے سانچے میں ڈھال لو کسی حال میں بھی تم پر معیشۃ ضنکا نہیں آئے گی۔ تمہاری روزی تنگ نہیں ہوگی' تمہاری دنیا خراب نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ جس کی آخرت کی تعمیر ہو رہی ہو اسکی دنیا یقیناً درست ہوتی ہے۔ دنیا تو آخرت کا سایہ ہے کروڑوں کی آبادی میں بستے ہوئے گنتی کے جو افراد بھی حضور ﷺ کی سنت پر عمل کریں گے ان پر اس عذاب کا اثر نہیں ہوگا' اُن پر وسائل تنگ نہیں ہوں گے' وہ بے آبرو نہیں ہوں گے جب تک وہ اسلام کے اس تصور پر عمل کی بنیاد رکھیں گے کہ آخرت کی تعمیر کرو ساتھ ہی دنیا بن جائے گی اور آخرت کا خیال کیے بغیر دنیا بناتے رہو گے تو نہ آخرت بنے گی نہ دنیا بنے گی سادہ سا اصول ہے اللہ سے توفیق عمل مانگو' محنت کرو اور یاد رکھو اطاعت الٰہی عادت ثانیہ نہیں بنتی ہر نیکی کے لئے

ہمت اور محنت کرنا پڑتی ہے پھر اُن لوگوں کو میں کیا کہوں جو مجھے خط لکھتے ہیں کہ دعا کریں کہ "مجھ سے نماز نہیں پڑھی جاتی" میں نے جواباً لکھا ہے کہ صلوۃ کا حکم اللہ نے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے خود صلوۃ ادا فرمائی اور ادائیگی صلوۃ کا حکم دیا اور تم کہتے ہو تم سے پڑھی نہیں جاتی جب اللہ کریم نے حکم دیا حضور ﷺ نے تعمیل ارشاد کیا اُمت کے لئے ہدایت فرمائی اس کے بعد میری کیا حیثیت ہے کہ تم میرے کہنے سے پڑھ لو گے۔ میں کون ہوتا ہوں میاں! یہ تو جب تک تم دل سے طے نہیں کرو گے تم فیصلہ نہیں کرو گے کہ تمہیں صلوۃ ادا کرنی ہے تب تک یہ ادا نہیں ہوگی بس طے کرلو کہ مجھے یہ کرنا ہے تو پھر ہوتی ہے گی یہ عادت ثانیہ نہیں بنتی۔ مجھے پون صدی ہوگئی الحمد للہ پڑھتے ہوئے لیکن صلوۃ ادا کرنے کے لئے اہتمام کرنا پڑتا ہے' اٹھنا پڑتا ہے' تکلف کرنا پڑتا ہے یہ عادت ثانیہ بن جائے تو نیکی نہیں رہتی۔ یاد رکھیے! ہر نیکی کے لئے کوشش کرنا پڑتی ہے وقت دینا پڑتا ہے' اہتمام کرنا پڑتا ہے لہذا کرنے کے کام کرو جھوٹ بولنا چھوڑ دو اپنے رزق کو حرام سے بچاؤ' سود کھانا چھوڑ دو' سود کھانے والا کبھی کوئی بھلائی نہیں پا سکتا۔ سود ایسا حرام ہے جس کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے اعلان جنگ فرمایا ہے سلسلہ عالیہ کے مشائخ کی کرامت اور آپکی محنت کا حاصل یہی ہے کہ عقائد و اعمال کی اصلاح ہو جائے سب سے بڑا مقام عبدیت ہے کہ بندہ اللہ کا بندہ بن جائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

تعاونوا علی البر و التقوی

مخیر حضرات کیلئے صدقہ جاریہ کا نادر موقع

احباب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کے مستحق بچے و دیگر نادار ذہین طلباء میرٹ پر پورا اُترنے کے باوجود ادارہ ہذا میں مالی مشکلات کے باعث تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ ادارہ ممکن حد تک ان طلباء کی مدد کر رہا ہے لیکن تعداد زیادہ ہے اور تعلیمی اخراجات 60/50 ہزار روپے سالانہ ہیں۔ مخیر حضرات اس کار خیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔

برائے رابطہ

پرنسپل صقارہ سائنس کالج دار العرفان منارہ ضلع چکوال فون 0543-562222

روحانی بیعت

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 25-09-2008

الحمدللہ رب العلمین o
والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد وّ الہٖ
واصحابہٖ اجمعین o
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o
ن الذین یبا یعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق
دیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہٖ ومن اوفیٰ
ما عھد علیہ اللّٰہ فسیوتیہ اجراً عظیماً o (الفتح)
اللھم سبحنک لا علملنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم
ولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
لٰی حَبِیبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُوا

ں سے احباب کو روحانی بیعت نصیب ہوئی الحمدللہ یہ اللہ کریم کی ہے اور بندہ چراغ لیکر ڈھونڈے تو شاید دنیا میں کوئی دوسری جگہ مکن نہ ہو جہاں اس قدر انعامات الٰہی عظمت دین اور درد دل ہوں۔

م کی اپنی عظمت ہوتی ہے اور اسکی عظمت کے مطابق اس کی ذمہ ؤں بھی ہوتی ہیں جس قدر اس کام کی عظمت کا احساس ہوگا اسی ی سے ذمہ داریاں بھی ادا ہوں گی روحانی بیعت کی عظمت بیان کرنا الفاظ میں تو ممکن نہیں لیکن بیعت ہونے والوں کو یہ آیات مبارکہ بڑی وضاحت سے اسکی عظمت کا احساس دلاتی ہیں۔

اللہ کریم نے فرمایا جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں انکے ہاتھ پر گویا اللہ کریم کا ہاتھ ہے جس نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے دست مبارک میں دیا اس کے ہاتھ پر اللہ کریم کا ہاتھ ہے اللہ کریم کے ہاتھ سے معنی بعید مراد ہے یعنی اللہ کے ہاتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے والوں کو اللہ کریم کا پورا پورا تحفظ حاصل ہے۔

اس کے بعد فرمایا فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ جس نے بیعت کرنے کے بعد بیعت کا معاہدہ توڑ دیا اس کی پرواہ نہ کی اس معاہدے کا کردار پر کوئی اثر نہ آیا اور وہ اس معاہدے کو نبھا نہ سکا تو اس نے گویا اپنے آپ کو تباہ کر لیا خود کو ایسا توڑا کہ پھر شاید جڑنے کا امکان بھی باقی نہ رہے اور شاید پھر توبہ کی توفیق ہی نہ ملے۔

ومن اوفیٰ بما عھد علیہ اللّٰہ اور جس نے اس عہد کی پاسداری کی اس معاہدے کے ساتھ جو ذمہ داری آتی ہے اسے پورا کیا فسیوتیہ اجراً عظیماً۔ تو پھر اسے اجر عظیم عطا کیا جائے گا قرآن کریم بتاتا ہے کہ انسان کی توقع اسکی سوچ، فہم و ادراک سے بڑھ کر اسے اجر نصیب ہوگا۔

صحابہ کرام وہ خوش نصیب لوگ تھے جنہیں حضور ﷺ کے ہمرکاب ہونے کا شرف حاصل تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح حضور ﷺ

روحانی بیعت

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 25-09-2008

الحمدللّٰہ رب العلمین o
والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد وّالہٖ
واصحابہٖ اجمعین o
اعوذ باللّٰہ من الشیطٰنِ الرجیم o
بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیمِ o
ان الذین یبا یعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق
ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہٖ ومن اوفیٰ
بما عھد علیہ اللّٰہ فسیوتیہ اجراً عظیماً o (الفتح)
اللھم سبحنک لا علملنآ الا ما علمتنا
اِنکَ انت العلیمُ الحکیم
مَولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

بہت سے احباب کو روحانی بیعت نصیب ہوئی الحمدللہ یہ اللہ کریم کی عطا ہے اور بندہ چراغ لیکر ڈھونڈے تو شاید دنیا میں کوئی دوسری جگہ ملنا ممکن نہ ہو جہاں اس قدر انعامات الٰہی عظمت دین اور درد دل بٹتے ہوں۔

ہر کام کی اپنی عظمت ہوتی ہے اور اسکی عظمت کے مطابق اس کی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں جس قدر اس کام کی عظمت کا احساس ہوگا اسی تندہی سے ذمہ داریاں بھی ادا ہوں گی روحانی بیعت کی عظمت بیان

کرنا الفاظ میں تو ممکن نہیں لیکن بیعت ہونے والوں کو مبارک کہ بڑی وضاحت سے اسکی عظمت کا احساس دلاتی ہیں اللہ کریم نے فرمایا جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں ا... گویا اللہ کریم کا ہاتھ ہے جس نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ ... مبارک میں دیا اس کے ہاتھ پر اللہ کریم کا ہاتھ ہے اللہ ... ہاتھ سے معنی بعید مراد ہے یعنی اللہ کے ہاتھ ہونے سے مر... کہ نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے والوں کو اللہ کریم کی ... حاصل ہے۔

اس کے بعد فرمایا فمن نکث فانما ینکث علیٰ نف... نے بیعت کرنے کے بعد بیعت کا معاہدہ توڑ دیا اس کی ... اس معاہدے کا کردار پر کوئی اثر نہ آیا اور وہ اس معاہدے ... سکا تو اس نے گویا اپنے آپ کو تباہ کر لیا خود کو ایسا توڑا ک... جڑنے کا امکان بھی باقی نہ رہے اور شاید پھر توبہ کی تو... ملے۔

ومن اوفیٰ بما عھد علیہ اللّٰہ اور جس نے ا... پاسداری کی اس معاہدے کے ساتھ جو ذمہ داری آتی ہے... کیا فسیوتیہ اجراً عظیماً تو پھر اسے اجر عظیم عطا ک... قرآن کریم بتاتا ہے کہ انسان کی توقع اسکی سوچ، فہم و اد... بڑھ کر اسے اجر نصیب ہوگا۔

صحابہ کرام وہ خوش نصیب لوگ تھے جنہیں حضور ﷺ کے... ہونے کا شرف حاصل تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح...

کو خصوصی طور پر تخلیق فرمایا گیا اسی طرح کچھ خوش نصیبوں کو حضورﷺ کی ہمراہی کے لئے بھی خصوصی طور پر تخلیق کیا گیا۔ انہیں خاص آپﷺ کی رفاقت کے لئے پیدا فرمایا گیا بہت خوش نصیب لوگ تھے جنہیں حضورﷺ کے ساتھ محبت کا ساتھ نصیب ہوا لیکن وہ دور بیت گیا صدیوں کی مسافتیں در آئیں۔ زمانہ بہت فاصلے پیدا کر دیتا ہے کسی نے گزرتے زمانے کی عظمت یوں بیان کی ہے کہ کوئی شخص تنور پر روٹیاں بیچتا تھا اور صدا لگاتا تھا کہ باسی روٹی کی قیمت تازہ روٹی سے دگنی ہوگی۔ خریدار نے پوچھا کہ باسی روٹی کو تو تازہ کی نسبت سستا ہونا چاہئے؟ بیچنے والے نے کہا جسے تم باسی کہہ رہے ہو یہ اس تازہ روٹی سے چار پہر نبی کریمﷺ کے زمانے کے قریب ہے اس میں زمانہ نبویؐ سے قربت کے باعث جو برکات ہیں وہ چار پہر بعد آنے والی روٹی کی نسبت زیادہ ہیں۔ تو گزرتے لمحے بڑے فاصلے پیدا کر دیتے ہیں ہم نے زندگی میں ایسے لوگوں کو' ایسے عزیزوں کو' ایسے بزرگوں کو ایسے بھائیوں اور دوستوں کو اپنے سے جدا ہوتے دیکھا ہے جن کے بغیر زندگی کا تصور نہیں تھا وہ تہہ خاک چلے گئے اور گزرتے وقت نے ان کی یادیں بھی بھلا دیں اب اگر ہم قبرستان میں جائیں تو شاید انکی قبر بھی تلاش نہ کر سکیں۔ جن لوگوں کے بغیر لمحہ بسر نہ ہوتا تھا انہیں ہم دنیا کے بکھیڑوں میں پڑ کر مصیبتوں میں گھر کر حالات سے دو چار ہو کر فراموش کر چکے وہ شاید اس لئے فراموش ہو گئے کہ انکے ہمارے رشتے مادی تھے۔ دنیوی دوستیاں بھی ایک کاروبار کی ہی قسم ہے۔ جسے ہم محبت کا نام دے دیتے ہیں اور ہماری دوستی اور محبت وہیں تک ہوتی ہے جہاں تک ہمیں کچھ ملنے کی امید ہوتی ہے اور کسی سے کچھ حاصل ہونے کی امید نہ رہے تو نہ دوستی رہتی ہے نہ محبت۔ سگا بیٹا بھی اگر کما کر نہ دے تو والدین کو جو پیار اولاد سے ہوتا ہے وہ بھی غائب ہو جاتا ہے دراصل دنیا کے رشتے اور دنیا کی دوستیاں ناپائیدار چیزوں کے حصول کے لئے ہوتی ہیں نام اسے ہم دوستی اور محبت کا دیتے ہیں ہوتا یہ کاروبار ہی ہے۔ اس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں لیکن جو کچھ رسول اللہﷺ نے انسانیت کو دیا جو کچھ آپﷺ نے مومنین کو دیا جو کچھ آپﷺ دے رہے ہیں اور جو کچھ آپﷺ قیامت تک آنے والے ہر بندہ مومن کو عطا کرتے رہیں گے وہ دائمی' ابدی اور حقیقی انعام ہے وہ ختم ہونے والا نہیں لہٰذا حقیقی محبت بھی وہی ہے جو دائمی چیزوں سے ہو۔ وقتی چیزوں سے ہو۔ وقتی چیزوں لحاتی اور فانی چیزوں سے محبت نہیں ہوتی وہ ہماری ضرورتیں ہوتی ہیں جنہیں ہم محبتوں کا نام دے دیتے ہیں۔ دنیوی رشتے مادی اور فانی مفاد کے لئے ہوتے ہیں ہم سب کو ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے انہیں محبت کا نام دینا محبت کی توہین ہے۔

دل کی دنیا ایک عجیب دنیا ہے یہ ایک الگ عالم ہے ایک الگ جہان ہے اور ایک نرالی بستی ہے یہ ایسی عجیب بستی ہے کہ لوٹنے والے کو ترستی ہے۔ اس جہان میں گزرتا ہوا وقت اور حوادثات دراڑیں نہیں ڈال سکتے۔ محبت مرور زمانہ سے متاثر نہیں ہوتی محبت ہمیشہ محبوب کی عظمت کی دلیل ہوتی ہے۔ اس میں محبت کرنے والے کا کمال نہیں ہوتا کمال تو اس کا ہوتا ہے جس سے محبت کی جاتی ہے جس کی محبت میں بندہ بے بس ہو جاتا ہے محبوب سے اتنا کچھ مل رہا ہوتا ہے کہ بندہ مجبور و بے بس ہو جاتا ہے اسی لئے صدیاں بیت گئیں زمانے گزر گئے لیکن ذات کریمﷺ کے چاہنے والوں میں کمی نہیں آئی آج بھی کروڑوں لوگ اُنؐ کے نام پر جان فدا کرتے ہیں سب کچھ لٹا دینے کو تیار ہیں یہ کمال اس ہستی کا ہے جس میں اتنا کرم اتنی جودوسخا ہے اتنی محبت ہے کہ اسی قوت و طاقت سے آج بھی تقسیم ہو رہی ہے خوش نصیب ہیں جن کا دامن اُنؐ سے وابستہ ہے خوشا! وہ

محفلیں کہ جن میں یہ نعمتیں ملتی ہیں اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ دنیا دار ابتلا ہے آزمائش اور امتحان کی جگہ ہے یہاں کا ہر لمحہ امتحان ہے۔ جب کسی کے پاس دولت آئے تو چور اور ڈاکو بھی وہیں آتے ہیں مفلس کو چور کیا کہیں گے؟ جہاں بیعت روحانی کی نعمت آتی ہے وہاں شیطان بھی اپنی پوری کوشش کرتا ہے نفس کی آرزوئیں بھی شدید ہوتی ہیں کبھی دنیا کی شہرت کا طالب کبھی اقتدار و وقار کا نشہ کبھی مشکلات کا سامنا کبھی تکالیف اور بیماریوں سے سابقہ لیکن خوش نصیب وہی ہے جس نے بیعت کے بعد اللہ کی طرف سے عطا کردہ ذمہ داری کو پورا کیا اور اپنے عہد وفا سے وفا کی۔ حضرتؒ ایک شعر اکثر دہرایا کرتے تھے۔

این نہاں نیامت است کہ حسرت بلندیاں
بیان تخت قیصرو ملک سکندری

کہ یہ وہ دولت ہے کہ تخت قیصر اور ملک سکندری کی تلاش میں بھٹکنے والے بھی اس پر حسرت کرتے ہیں اور یہ نصیب ہو جائے تو اتنی بڑی دولت کا ملنا یقیناً لائق صد تحسین ہے اور اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے یہ شکر ہے کہ یہ احساس زندہ رہے کہ اس معاہدے کی پاسداری کرنا ہے اسے نبھانا ہے اسے ہر قیمت پر نبھانا ہے خواہ جان قربان کرنی پڑے جان تو جانے والی چیز ہے اس نے ہمیشہ نہیں رہنا اسے جانا ہے اس راہ میں چلی بھی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن وہ رشتہ جو اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ سے نصیب فرمایا ہے اور چودہ صدیوں کا فاصلہ عبور کر کے روح بارگاہ اقدس میں پہنچی ہے آپ ﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئی ہے تو اس رشتے کی ایسی حفاظت کرنا ہے کہ اس تعلق پر آنچ نہ آنے پائے اس رشتے میں بال نہ آنے پائے کوئی ذرہ سی دراڑ نہ آنے پائے۔

انسان انسان ہی رہتا ہے کوتاہی اور بھول چوک ہو جاتی ہے غلطی ہو جاتی ہے بندہ کبھی بھی فرشتہ نہیں بن سکتا اسی لئے غلطی اور بھول کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے استغفار موجود ہے اللہ کی بخشش کافی ہے لیکن بھول چوک ہونے اور بالا رادہ خلاف ورزی کرنے میں بڑا فرق ہے نیت اور ارادے کے ساتھ ایسا کام کرنا جس سے تعلق میں بال آ جائے یہ بہت بڑا جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت بڑی ملتی ہے۔

فرمایا فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہٖ. جس نے اس عہد کو توڑا اس کی خلاف ورزی کی اس نے اپنا کچھ باقی نہیں چھوڑا یہ ایسا عظیم جرم ہے کہ اس سے توبہ کی توفیق ہی سلب ہو جاتی ہے۔

اس موضوع پر مولانا تھانویؒ نے بڑا کام کیا ہے اپنی تفسیر بیان القرآن میں انہوں نے آیات قرآن حکیم سے سلوک و تصوف کے جو مسائل نکلتے تھے انہیں حاشیئے میں لکھ دیا ہے بعد میں کسی خوش نصیب نے وہ مسائل ایک کتاب میں یکجا کر دیئے ہیں۔ "مسائل السلوک من کلام الملک الملوک" میں انہوں نے پورے قرآن حکیم سے سلوک و تصوف کے مسائل کا استخراج کر کے یکجا کر دیا ہے۔ کتنا بڑا کام کیا ہے! وہ فرماتے ہیں کہ صوفیا اور اہل اللہ کی مخالفت کفر تو نہیں ہے لیکن ایسا کرنے والے مرتے عموماً کفر پر ہی ہیں۔ یہ عمل مفضی الی الکفر ضرور ہے کہ یہ کفر کی طرف لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کی مخالفت کفر ہے ولی کی مخالفت کفر نہیں ہے لیکن مفضی الی الکفر ہے کفر کی طرف لے جانے کا سبب ضرور ہے۔

جو شخص اس عہد کو توڑتا ہے پھر وہ تباہی کے راستے پر آگے ہی بڑھتا ہے حتیٰ کہ ایمان تک ضائع کر بیٹھتا ہے۔ میں صرف یہی عرض کرنا

چاہتا تھا کہ جب احباب کو روحانی بیعت نصیب ہوتی ہے تو الحمدللہ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ایک احساس بھی شدید ہو جاتا ہے کہ اس عہد کیساتھ ذمہ داریاں کتنی ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں یہ بات جتنی قابل فخر ہے اتنی ہی زیادہ فکر کی بات بھی ہے۔ اس نعمت پر جتنا ناز بھی کیا جائے کم ہے کہ اللہ نے اپنے کرم سے اتنے طویل زمانوں کو عبور کروا کر شرف حضور نصیب فرمایا صدیوں کا فاصلہ سمٹ گیا لیکن یہ بھی یاد رہنا ضروری ہے کہ یہ ایک معاہدہ ہے۔ دست اقدس رسول ﷺ کو ہاتھوں میں لیکر اطاعت کا نیا معاہدہ کیا ہے تو پھر اس کے مطابق ذمہ داریاں بھی ہیں۔ انہیں سمجھنا پورا کرنا اور اس نعمت کی حفاظت میں لگے رہنا یہ سالک کا اپنا کام ہے۔

جہاں تک شیخ کا تعلق ہے وہ ہر ایک کو یکساں توجہ دیتا ہے شیخ کی طرف سے کوئی کمی نہیں ہوتی شیخ تو شیخ ہے کوئی مالی بھی جو پودا لگا لے اور کوئی ایک پودا سوکھ جائے تو اسے اس پودے کے مرجھانے کا دکھ ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کا لگایا ہوا ہر پودا پلے بڑھے اس پر پھول و پھل آئیں وہ برگ و بار لائے کھلے اور لہلائے لہٰذا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شیخ کی طرف سے کوئی کمی آئے۔ کمزوریاں' کمیاں اور کوتاہیاں ہماری طرف سے ہوتی ہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کی اہمیت کو سمجھیں اس کا احساس کریں تنہائی میں بیٹھ کر اسکی قدر و قیمت کا اندازہ کریں جتنا اس کی اہمیت کے بارے سوچیں گے اسے سمجھنے کی کوشش کریں گے اتنا اس کی حفاظت کا احساس زندہ ہوگا۔

لوگوں کی پرواہ کرنا چھوڑ دیں لوگوں نے تو انبیاء کا بھی تمسخر اڑایا لوگوں نے تو صحابہؓ پر طنز کیا' لوگوں نے ہر زمانے میں اہل اللہ اور نیک لوگوں کو بیوقوف کہا۔ لوگوں کی نگاہ محدود ہوتی ہے مادی فوائد میں الجھی ہوتی ہے لہٰذا ان کی پرواہ نہ کریں بلکہ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو دوسری طرح کے لوگ ہوتے ہیں مادی نقصان برداشت کر لیتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ سے اپنے رشتے کو بچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ دنیا داروں کی نظر میں عقلمندوں کی نگاہ میں وہ بیوقوف ٹھہرائے جاتے ہیں اور وہ ان کا تمسخر بھی اڑاتے ہیں لیکن وہ بظاہر بیوقوف لگنے والے بہت ہوشیار ہوتے ہیں وہ کسی مادی مفاد کو اس رشتے کی حفاظت میں آڑے نہیں آنے دیتے۔ قرآن حکیم نے بھی اس تمسخر کا ذکر فرمایا ہے کہ جہنمیوں سے کہا جائے گا کہ دیکھو ان لوگوں کو جن کا تم تمسخر اڑاتے تھے یہ میرے بندے جب میری یاد کے لئے میرا ذکر کرتے تھے اس میں محو ہو جاتے تھے تو تم لوگ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اب اس کا اجر دیکھو اس حقیقت کو دیکھو کہ جو وہ کرتے تھے اس کا نتیجہ کیا نکلا اور جو تم کرتے تھے اس کا انجام کیا ہوا۔

ان سب باتوں سے بالاتر ہو کر یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اللہ کریم نے مجھ پر کتنا احسان کیا ہے اور اب مجھے خلوص سے دیانت داری سے خوبی اور محنت سے اِس کا حق ادا کرنے کی کوشش میں لگ جانا چاہیے۔ ہم اس کا حق ادا کر نہیں سکتے نہ کسی طور اس کا حق ادا ہو سکتا ہے لیکن ہماری نیت خالص ہونی چاہیے کہ ہم پورے خلوص پورے درد دل کے ساتھ اس کا حق ادا کرنے کی نیت کر لیں اور ایسی محنت کریں کہ اس کا اثر ہمارے کردار' ہمارے عمل اور ہماری روزمرہ کی زندگی میں نظر آئے۔

اللہ کریم تمام احباب کو یہ دولت نصیب فرمائے اس دولت کو سنبھالنے کی اور اس عہد کو وفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ

رب العالمین O

خوشخبری

حضرت امیر المکرمؒ کے نو دریافت نسخوں میں اضافہ

حضرت امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہٗ صحیح معنوں میں ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جوان کی دسترس سے باہر ہو۔ طب و حکمت سے تو بطور خاص ہر دور میں صوفیا عظام اور علماء کرام کو خاص شغف رہا۔ حضرت امیر المکرم بھی اس شعبہ میں پیچھے نہیں اور مختلف جڑی بوٹیوں اور قدرتی اجزاء سے ایسے نسخہ جات دریافت فرمارہے ہیں جو مختلف بیماریوں سے نجات کے لئے انتہائی موثر ہیں حال ہی میں حضرت امیر المکرم کے نو دریافت نسخہ جات میں انتہائی خوش آئند اضافہ ہوا ہے۔ ضرورت مند استفادہ کر سکتے ہیں۔

کلسٹرو کیئر
Cholestro Care

Rs.300 ◄ کلیسٹرول کو صحیح حالت پر رکھتا ہے

پین گو
Pain Go

Rs.100 ◄ ہر طرح کے درد کے لئے مفید ہے

ہیر گارڈ آئل
Hair guard Oil

Rs.500 ◄ بالوں کی صحت کے لئے مفید ہے۔

ملنے کا پتہ:- دار العرفان منارہ، ضلع چکوال فون 0543-562200

17- اویسیہ ٹاؤن شپ لاہور فون 042-5182727

اکرم التفاسیر سے اقتباس......

امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ
کے فی البدیہہ خطابات پر مشتمل منفرد انداز کی
پہلی بیانیہ تفسیر قرآن حکیم

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 12-12-2008

الحمدللّٰہ رب العٰلمین o

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد واٰلہ

واصحابہ اجمعین o

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم o

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم o

ورفعنا فوقھم الطور بمیثاقھم وقلنا لھم ادخلوا الباب سجدًا وقلنا لھم لا تعدوا فی السبت واخذنا منھم میثاقاً غلیظا o فبما نقضھم میثاقھم وکفرھم بایٰت اللّٰہ وقتلھم الانبیاء بغیرِ حق وقولھم قلوبنا غلف ط بل طبع اللّٰہ علیھا بکفرھم فلا یومنون الاقلیلاً o وبکفرھم وقولھم علیٰ مریم بھتاناً عظیماo وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ وما قتلوہُ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ط وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ط مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناًo بل رفعہُ اللّٰہ الیہ وکان اللّٰہ عزیز حکیماًo وان من اھل الکتب الالیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمتہ یکون علیھم شھیداًo سورۃ النساء آیات ۱۵۴تا۱۵۹

اللّٰھم سبحنک لا علملنا الا ما علمتنا

انک انت العلیمُ الحکیم

مولایَ صلِّ وَسلِّمْ دائماً ابداً

علیٰ حبیبکَ مَنْ زانت بہِ العُصُروا

آیات 154 تا 159

تفسیر۔ قدرت قوموں کو سنبھلنے کے مواقع عطا کرتی ہے اور بعض اوقات اُن پر ایسی عجیب مصیبتیں آ جاتی ہیں جن کی وہ توقع بھی نہیں کرتیں اور ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جو اُن کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتے اور ان سب سے گزرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی کمزوری اور عاجزی کا ادراک کر لے اور عظمت الٰہی کو سمجھے اپنے مقام سے آگاہ ہو اور اللہ کی اطاعت اختیار کر لے نافرمانی سے توبہ کر کے اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرے لیکن بہت ہی بدنصیب ہوتے ہیں جو ان پریشانیوں اور مصیبتوں میں بھی تائب نہیں ہوتے اور ان مصائب کے بعد بھی سنبھل نہیں پاتے۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کے اس رویے کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب انہوں نے نافرمانیاں کی اور حد سے بڑھ گئے تو اللہ نے اُن پر پہاڑ کو معلق کر دیا کہ اگر توبہ نہیں کرو گے اصلاح احوال نہیں کرو گے تو یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ تمہاری آبادیاں مٹ جائیں گی اور تمہاری نسلیں تک نابود ہو جائیں گی اس لئے کہ تم اللہ سے ایمان کا عہد کر چکے تھے نبی علیہ السلام پر ایمان لانا اور کلمہ حق ادا کرنا اللہ اور بندے کے درمیان ایک عہد ہے جس میں بندہ اقرار کرتا ہے کہ وہ اللہ کی عظمت کا قائل ہے وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور نبی علیہ

السلام کی نبوت پر ایمان لاتے ہوئے نبی علیہ السلام کی رہنمائی میں زندگی گزارے گا۔ دراصل اطاعت الٰہی میں بندے کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ کسی عمل کو نیکی قرار دے نیکی وہی ہے جو اللہ کا نبی علیہ السلام ارشاد فرماتا ہے۔

بنی اسرائیل نے ایمان لانے کے بعد پھر بُرائی کا راستہ اختیار کیا تو اللہ کریم نے پہاڑ ان کے سروں پر معلق کر دیا حالانکہ اللہ کریم نے انہیں فرعون سے نجات دلائی اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا کہ خود کو خدا کہلوانے والا اپنے لاؤ لشکر سمیت ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہو کر تباہ ہو گیا اور اپنی سلطنت' باغات' کھیتیاں زمین محلات اور خزانے ان کے لئے چھوڑ گیا۔ اللہ کریم نے بنی اسرائیل کو ایسے ظالم سے نجات دلوائی جو اُن کے بیٹے ذبح کرتا اور انکی بیٹیاں اپنی خدمت کے لئے زندہ رکھتا تھا آئے دن ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے قتل ہوتے اور رسوا کئے جاتے تھے لیکن بنی اسرائیل نے ناشکری کا رویہ ہی قائم رکھا جس پر اللہ کریم نے پہاڑ کو معلق کیا یہ بھی اللہ کی رحمت تھی کہ کسی طرح یہ اپنے غلط رویے سے باز آ جائیں یوں انہوں نے پہاڑ کو معلق دیکھ کر توبہ کی۔ ان کی توبہ کے بعد جب پہاڑ واپس اپنی جگہ چلا گیا تو وہ پھر بدل گئے اور واپس ناشکری اور نافرمانی پر اُتر آئے۔ اللہ کریم نے اپنے کرم سے انہیں ایک بستے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا کہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ وہاں کے لوگ خود تمہارے لئے شہر خالی کر دیں گے اور پورا شہر تمہارے زیر نگیں ہو گا لہذا تم اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے بڑی عاجزی اور نیاز مندی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے' عظمت الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس میں داخل ہونا **وقلنا لھم ادخلو الباب سجداً** اللہ نے تو عاجزی کا حکم دیا لیکن انہوں نے الٹا کام کیا وہ اکڑتے ہوئے اور بھوک پیاس کا شکوہ کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔

اللہ کریم نے ان پر ایک پابندی لگا دی **وقلنا لھم لا تعدوا فی السبت** کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار نہیں کریں گے یہود سمندر کے کنارے آباد تھے اور مچھلی ہی ان کی غذا اور ان کا روزگار تھی ہفتہ کا دن بھی اُن کے لئے مقدس تھا اسی دن اللہ نے شکار کی پابندی عائد کر دی۔ اللہ کے امتحان بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں اُن کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا کہ جس دن ہفتہ ہوتا اسی دن بے شمار مچھلیاں کنارے کے نزدیک آ جاتیں اور باقی چھ دن سمندروں میں محنت کر کے تلاش کرنا پڑتیں وہ اس امتحان میں پورے نہ اُترے اس لئے کہ انہوں نے خواہش نفس کو مقدم رکھ کر اللہ کی اطاعت کو پس پشت ڈال دیا۔ انہوں نے ایسا کام کیا ایسا حیلہ کیا جس سے حکم الٰہی کے خلاف عمل ہوا انہوں نے سمندر کے کنارے گڑھے بنا دیئے جب مچھلیاں زیادہ ہوتیں تو وہ ان گڑھوں کی طرف آ جاتیں پھر وہ انہیں اس دن تو نہ پکڑتے لیکن ان گڑھوں کا منہ بند کر دیتے اس طرح وہ ہفتہ کے دن اس گڑھے میں بند ہو جاتیں اور اگلے دن وہ ان کو نکال لیتے۔ اللہ کے حکم کی اس نافرمانی پر اللہ کا ایسا عذاب آیا کہ **قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین** (الاعراف ۱۶۶) تو ان سے کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔ ان کی شکلیں مسخ ہو گئیں اور وہ ذلیل بندروں کی شکل میں تبدیل کر دیئے گئے اور چیختے چلاتے ہلاک ہو گئے ان پر یہ تباہی اُن کے کس رویے کے باعث آئی؟ سب سے پہلا سبب قرآن حکیم نے یہ بتایا ہے **واخذنا منھم میثاقاً غلیظاً**۔ کہ اللہ کریم نے ان تمام امور پر ان سے بڑے مضبوط عہد لئے تھے اور انہوں نے اللہ سے بڑے پکے وعدے کئے تھے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں گے لیکن انہوں نے اللہ سے کئے وعدے کو توڑا اور جن کاموں سے انہیں روکا گیا تھا انہوں نے وہی کام کئے اور یوں

اللہ کی آیات کا انکار کیا انہوں نے عملاً ثابت کیا کہ اپنی مرضی سے اور اپنی پسند کے مطابق جئیں گے جو چاہیں گے کریں گے اور جو نہیں چاہیں گے وہ نہیں کریں گے اس پر جب انبیاء علیہما السلام نے اس طرز عمل سے روکا حق کی تبلیغ کی تو انہوں نے انبیاء کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا جب انہوں نے اللہ کے برگزیدہ بندوں اللہ کے نبیوں کو ہی شہید کر دیا تو پھر کسی عالم نیک اور پارسا کی کیا حیثیت تھی کہ وہ انہیں اس باغیانہ طرز عمل سے روک سکتا اس پر وہ کہتے تھے کہ انکے دل تو بہت محفوظ ہیں **وقولھم قلوبنا غلف** کہ بہت سے پردوں میں چھپے ہوئے ہیں اور وہ ہر گمراہی سے محفوظ ہیں اللہ کریم فرماتے ہیں **بل طبع اللہ علیھا بکفرھم فلا یومنون الا قلیلاً ○** ان کے دل پردوں میں چھپے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لئے ان کے دلوں پر اثر نہیں ہوتا یہ گناہ اور خطائیں کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے ان کے مسلسل گناہوں کے سبب ان کے دل اتنے سخت ہو چکے ہیں کہ انہیں توبہ کی توفیق میسر نہیں۔ اب ان کو اپنے گناہوں پر شرمندگی ہونا تو دور کی بات ہے اب یہ گناہوں پر فخر کرتے ہیں۔

آج کے عہد کے مسلمانوں کے قتل عام اور ذلت و رسوائی کی زندگی کا سبب بھی یہی رویہ ہے۔ ہم بھی اللہ سے بدعہدی کے مرتکب ہیں اور پھر خود کو مظلوم بھی سمجھتے ہیں ہمیں ذات باری تعالیٰ سے شکوہ بھی ہے کہ اللہ ہماری مدد نہیں کرتا۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نمازیں ادا کرتی ہے ہر جگہ اذانیں ہوتی ہیں روزے رکھے جاتے ہیں حج اور عمرے ادا کئے جاتے ہیں لیکن ہم ہر عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ زندگی اپنی مرضی سے جئیں گے ایسا کیوں ہے؟ یہ اللہ سے بدعہدی کا نتیجہ ہے۔ حج پر جانے والوں کی کثیر تعداد سود خوروں کی ہے جو اپنے سرمائے میں سود کو شامل کرتے ہیں اسی حالت میں نمازیں پڑھتے ہیں اکثر نیکی کے کام دکھاوے کے لئے کرتے ہیں بہت کم خوش نصیب ہیں جو عظمت الٰہی کو پیش نظر رکھ کر نیک کام کرتے ہیں۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہماری عمریں بیت جاتی ہیں اور ہم وضو کا درست طریقہ نہیں سیکھتے غسل کے مسائل نہیں سیکھتے ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ دہراتے ہیں اور یہ تکلف نہیں کرتے کہ سورۃ فاتحہ کی سات چھوٹی چھوٹی آیات کا مفہوم سمجھ لیں جب ہم باوضو ہو کر قبلہ رو ہو کر لباس اور جگہ کو پاک کر کے اللہ کے روبرو یہ پڑھتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم اللہ سے اپنے لئے ہدایت اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مانگتے ہیں اللہ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس طرح زندگی کے کام کریں گے جس طرح آپ کہیں گے جس طرح آپ کے رسول ﷺ ہمیں سکھاتے ہیں ہم ویسے کریں گے لیکن ہم یہ سیکھنے کا تکلف نہیں کرتے اور اس سے بھی عجیب طرز عمل مساجد کے خطیبوں کا ہے ایسے ایسے مسائل پر بات کریں گے کہ علم غیب کس کے پاس ہے کس کے پاس نہیں کون کیا کر سکتا ہے اور کون کیا نہیں کر سکتا ایسے گورکھ دھندے میں پھنسے ہوئے ہیں اور لوگوں کو پھنسانا چاہتے ہیں۔ لیکن روزمرہ کے معمولات زندگی ادا کرنے کے حضور اکرم ﷺ نے کیا طریقے سکھائے ہیں؟ شریعت مطہرہ میں زندگی گزارنے کے لئے کیا ہدایات آئی ہیں؟ حلال حرام، جائز ناجائز امور کیا ہیں؟ عبادات کے شرعی احکام کیا ہیں؟ ان موضوعات پر بات بہت کم کی جاتی ہے۔ ان امور پر ہماری توجہ ہی نہیں ہے۔

ہم نے بھی کلمہ طیبہ قبول کر کے وحدہٗ لاشریک سے عہد کیا ہے کہ ہم اس کا حکم مانیں گے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر زندگی بسر کریں گے ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے اس میں بلوغت سے لیکر موت تک ہر کام کا اسلوب بتا دیا گیا ہے اس میں فوجداری کے قوانین ہیں اور دیوانی کے بھی موجود

ہیں سیاست وحکومت کے آداب ورموز ہیں تو تجارت ومزدوری کے بھی اسلوب ہیں لین دین، معیشت ومعاشرت، نکاح وطلاق کے تمام احکام موجود ہیں نبی کریم ﷺ نے ان پر خود عمل فرمایا صحابہ سے عمل کروایا اُن کی اصلاح فرمائی اُن کے اعمال پر اپنی پسندیدگی کی مہر لگائی اور رہتی دنیا کے لئے عملی مثالیں بنا کر عمل کرنے والوں کے لئے مضبوط بنیادیں فراہم کردیں۔

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہم عام لوگ اپنی زندگی میں قرآن کو راہنما بناتے ہیں؟ کیا ہمارے ذمہ دار اور بااقتدار افراد قرآن حکیم پر عمل کرنے اور عمل کروانے کی کوشش کرتے ہیں؟

ہرگز نہیں! تو جب اللہ کے ساتھ بدعہدی کا یہ عالم ہے تو پھر حالات بھی یوں ہی ہوں گے بنی اسرائیل کا قصہ محض کہانی کے طور پر بیان نہیں کیا جارہا بلکہ قرآن حکیم جو واقعات بیان کرتا ہے وتنبیہ اور تلقین کے لئے ہوتے ہیں کہ جو ایسا کرے گا اس کا یہی نتیجہ اسے بھگتنا پڑے گا۔ مسلمانو! تم سے پہلی قوموں نے یہ جرم کیا تو اس عذاب میں گرفتار ہوئے اگر تم بھی ایسا ہی کروگے تو تمہیں بھی ایسا ہی نتیجہ دیکھنا پڑے گا۔

اگر ہم آج تباہ حال ہیں، ہماری قیادتیں اور حکومتیں کمزور ہیں، ہم ملکی اور بین الاقوامی سطح پر رسوا ہیں تو پھر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم اللہ کریم سے اور اللہ کے حبیب ﷺ سے کون سا عہد نبھا رہے ہیں؟ اگر ہم اپنے عہد سے پھر چکے ہیں اور بطور مسلمان جو فرائض ہم پر عائد تھے ہم وہ ادا نہیں کررہے تو اس کی سزا تو ضرور ہوگی اگر بنی اسرائیل نے عہد توڑا، عملی زندگی میں احکام الٰہی کو پس پشت ڈالا۔ احکام الٰہی کے برخلاف زندگیاں گزاریں۔ انبیاء نے منع فرمایا تو انہیں شہید کردیا اور یہ مظالم ڈھانے کے بعد بھی ان کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوا وہ خود کو درست ہی سمجھتے رہے اور بانگ دہل کہتے رہے کہ انہیں نہ کوئی شرمندگی ہے نہ افسوس اور یہ کہ ان کے دل تو بہت پاک اور ہرگمراہی سے بچے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں ان کے کرتوتوں سے ایسی سختی آگئی کہ انہیں بُرائی سے شرم ہی محسوس نہ ہوئی وہ نہ بے حیائی سے شرم محسوس کرسکے نہ کسی ظلم وزیادتی سے شرمائے ان کا احساس ہی مرگیا اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی۔ اللہ کریم کی طرف سے سخت ترین سزا ایسی ہوتی ہے کہ کسی فرد کا احساس ہی مرجائے اور اسے کسی جرم سے توبہ کرنے کی توفیق ہی نہ ہو۔ **فلا یومنون الا قلیلاً**. اللہ کریم فرماتے ہیں بہت کم ایسے لوگ ہیں جو ذاتی زندگی میں جرائم سے بچے ہوئے ہیں اللہ کی توفیق سے توبہ کرتے اصلاح احوال کرتے اور حلال کھانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ قلیل ہیں اکثریت نام کے مسلمانوں کی ہے۔ درحقیقت ایسے لوگوں کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اللہ نے ازل سے اپنے دین کا نام اسلام رکھا ہے خواہ وہ لوگ اپنے زمانے میں یہود تھے یا نصاریٰ دین ایک ہی تھا وہ تھا اسلام یعنی اللہ کی اطاعت۔

وبکفرھم وقولھم علیٰ مریم بھتاناً عظیماً○ فرمایا یہودیوں نے صرف اللہ سے کفر نہیں کیا بلکہ حضرت مریمؑ پر بھی بہت بڑی بہتان تراشی کی۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بغیر والد کے ہوئی تو بجائے اس کے کہ وہ انکی پیدائش کو عظمت الٰہی اور قدرت کاملہ کی نشانی مانتے انہوں نے حضرت مریمؑ جیسی نیک پاکباز خاتون پر بہت بڑے الزام لگائے۔ حالانکہ اللہ کریم نے حضرت عیسیٰؑ کو یہ معجزہ عطا فرمایا کہ انہوں نے نوزائیدہ بچے کی حالت میں لوگوں سے کلام فرمایا اور فرمایا کہ میں اللہ کا نبی علیہ السلام ہوں اللہ مجھے کتاب عطا کرے گا میں تمہاری رہنمائی کے لئے مبعوث ہوا ہوں اللہ نے مجھے معجزاتی طور پر بغیر باپ کے پیدا کیا ہے میں اللہ کی

قدرت کی نشانی ہوں اس سب کے باوجود انہوں نے حضرت مریمؑ پر بہتان عظیم لگایا۔ یہ بہت بڑی زیادتی کی بات تھی۔

اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ جیسے حضرت مریمؑ نبی تو نہیں تھیں ویسے تھیں ایک نبی علیہ السلام کی مقدس والدہ تھیں تو ان پر بہتان لگانے کو اللہ کریم نے عظیم جرم گردانا ہے اسی طرح اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنے ناروا کارناموں کے لئے جواز پیدا کرنے کے لئے اللہ کے نیک بندوں پر بہتان تراشی کرنا جرم عظیم بن جاتا ہے۔ اگلی آیات میں یہود کی سازشوں کا ذکر آرہا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے اور ان کی تبلیغ سے حکومت کو خطرہ پیدا ہوا تو بادشاہ نے ان کی مقبولیت سے ڈر کر انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو آپؑ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ انہیں حکومت و سیاست سے تو دلچسپی نہیں البتہ وہ لوگوں کے عقائد اور انکے کردار کی اصلاح کا کام کر رہے ہیں تاکہ لوگ اللہ سے آشنا ہوں اور یہ کہ وہ لوگوں کو نیک کاموں کی ترغیب دلا رہے ہیں اور یہ انکی ذمہ داری ہے اس پر بادشاہ اُن کے قتل سے باز آگیا لیکن یہودیوں نے سازش کر کے پھر بادشاہ کے کان بھرے اور ان کے قتل کا حکم دے دیا اور اپنی دانست میں انہیں صلیب پر چڑھا دیا۔ عیسائیوں کا آج بھی یہی ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے تھے (معاذ اللہ) عیسائیوں کے گناہوں کے بدلے انہیں پھانسی پر لٹکنا قبول تھا لہذا انہوں نے عیسائیوں کو سزا سے بچانے کے لئے اُن کے گناہ اپنے سر لے لئے اور خود مصلوب ہو گئے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں کہ ان کا یہ کہنا کہ **انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ** کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو قتل کر دیا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے فرمایا **و ما قتلوہُ** وہ انہیں ہرگز قتل نہ کر سکے **و ما صلبوہُ** اور نہ ہی انہیں مصلوب کر سکے۔ **ولکن شبہ لھم**. ہاں انہیں شبے میں ڈال دیا گیا۔

ہوا یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ رہنے والا ایک شخص مرتد ہو گیا اور انعام کے لالچ میں اس نے مخبری کی وہ وقت مقررہ پر شاہی سپاہیوں کو لے کر حضرت عیسیٰؑ کے رہنے کی جگہ پر گیا مکان میں حضرت عیسیٰؑ اکیلے تھے جب وہ اندر گیا تو اللہ کریم نے اپنی قدرت کے تحت حضرت عیسیٰؑ کو تو آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا اور وقتی طور پر اس شخص کی شکل حضرت عیسیٰؑ جیسی بنا دی لیکن اُسے خبر نہ ہوئی کہ اسکی شکل بدل چکی ہے جب وہ باہر آیا تو شاہی سپاہیوں نے حضرت عیسیٰؑ سمجھ کر پکڑ لیا وہ چیختا چلاتا رہا لیکن اسے پکڑ کر لے گئے اور سولی پر لٹکا دیا یوں عیسیٰؑ کے شبے میں اس مخبر کو سولی پر لٹکا دیا گیا **و ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ُ**۔ فرمایا جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کے بارے اختلاف کرتے ہیں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور وہ اس کے بارے جو کچھ بھی کہتے ہیں **ما لھم بہ من علم**. اس کے بارے اُن کے پاس کوئی مستند بات نہیں نہ کوئی عقلی یا علمی دلیل ہے **الا اتباع الظن**. یہ محض اپنے شبہات کا اوہام کا اور خیالات کا اتباع کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے بھی اس ضمن میں اختراعات کر کے بے ہودہ باتیں کی ہیں آیت قرآنی کے مطابق ایسی تمام باتیں واہیات ہیں۔

و ما قتلوہُ یقیناً. البتہ یہ بات یقینی ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کر سکے۔ **بل رفعہ ُاللّٰہُ الیہ** ۔ بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا۔ اس آیت مبارکہ کی غلط تاویل کر کے باطل فرقے یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے انکی روح کو قبض کر لیا اپنے پاس اٹھا لیا اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اللہ کریم تو انکی موت کی تردید کر رہے ہیں اُن کے قتل کی اور انکے مصلوب ہونے کی تردید کر رہے ہیں لہذا اگر انکی تاویل دیکھی جائے تو بھی موت

ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ اگر اللہ نے یہودیوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچایا صلیب پر چڑھانے سے بچایا تو پھر کیا خود موت دے دی؟ اس طرح تو یہودیوں کا مقصد پورا ہو گیا وہ بھی تو قتل ہی کرنا چاہتے تھے۔ اپنی دانست میں سولی پر لٹکا کر سزائے موت دینا چاہتے تھے تو اگر اللہ نے ان کی روح قبض کر لی تو پھر اللہ نے ان کا کام ہی کر دیا۔

رفع سے مراد حضرت عیسیٰؑ کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا مراد ہے۔ قادیانی ملعون نے کہا تھا اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ اٹھائے گئے تو اب تک تو وہ بہت ضعیف ہو چکے ہوں گے صدیاں بیت گئیں دو ہزار سال تو بندہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا لیکن وہ یہ بھول گیا کہ اللہ قادر ہے۔ اور زمین آسمان کے شب و روز میں بھی بہت فرق ہے جیسا اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں **وان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون** (الحج آیت ۴۷) زمین پر ایک ہزار سال گزرتا ہے تو آسمان پر ایک دن گزرتا ہے اگر حضرت عیسیٰؑ کو دو ہزار سال گزرے ہیں تو جہاں اللہ کریم نے انہیں رکھا ہوا ہے وہاں ان کی عمر کے دو دن گزرے ہوں گے اور ان کے نزول تک جتنے ہزار سال بھی گزر جائیں ان کی زندگی کے تو چند دن ہی گزرے ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے نزول کے بعد کے بارے بھی بہت سی پیشین گوئیاں فرمائی ہیں کہ آپؑ دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے نبی کریم ﷺ کے دین کی پیروی کرتے ہوئے اسی شریعت اسلامیہ کو رائج کریں گے اسلام کا بول بالا ہو گا۔ آپؑ زمین پر نازل ہونے کے بعد شادی کریں گے۔ زندگی کے ایام دار دنیا میں گزاریں گے' وفات پائیں گے اور روضہ مطہرہ میں جو خالی جگہ رکھی گئی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت حضرت عیسیٰؑ کی قبر مبارک کی جگہ اپنے روضہ مبارک میں ہونے کی پیشین گوئی فرما دی تھی اور یہ ایسی زندہ جاوید حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کے بعد خاندان نبوت کی بڑی بڑی ہستیاں مدینہ منورہ میں وفات پا گئیں لیکن روضہ اطہر کے اندر چوتھی قبر حضرت عیسیٰؑ کے لئے ہی مختص رہی۔ حضرت حسنؓ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے حضرت عثمانؓ مدینہ منورہ میں شہید ہوئے لیکن کسی کو روضہ اطہر میں جگہ نہ ملی وہ جگہ حضرت عیسیٰؑ کے لئے ابھی تک موجود ہے اور حضور ﷺ کا ارشاد بھی ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ میرے اور کے درمیان میں ہوں گے۔ دونوں طرف اللہ کے دو رسولؑ ہوں گے اور یہ دونوں ہستیاں انکے درمیان میں ہوں گی۔

وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔ اللہ اپنے ہر کام میں غالب بھی ہے قادر بھی اور حکیم بھی۔ اس کی حکمت ہے جس طرح وہ چاہے اس طرح وہ کرتا ہے۔ انسان کا نہ تو علم مکمل ہے نہ ادراک۔

اپنے سامنے کی چیزوں کو کبھی کچھ سمجھ لیتا ہے کبھی کچھ اور حقیقتاً وہ کچھ اور ہوتی ہیں ہم نے بھی یہ احادیث پڑھ رکھی تھیں ایک عجیب سا خیال آتا تھا۔ اگر اور نبی پیدا نہیں کرنا تھا تو پھر اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمانوں پر اٹھا لیا اور وقت مقررہ پر انہیں واپس بھیجے گا وہ نازل ہوں گے اور دین کو سربلند فرمائیں گے اور اللہ نے خود ہی اسے اپنی قدرت و حکمت کا مظہر بھی قرار دیا ہے لیکن اس عمل کی مصلحت سمجھ نہیں آ رہی تھی پھر جب عملی زندگی میں تجربہ ہوا بہت سے لوگوں سے سابقہ پڑا اور خود اپنے آپ کو بھی دیکھا تو پتہ چلا کہ زمانے کی گردش بڑے اثرات مرتب کرتی ہے۔

عہد نبوی کے بعد صحابہ کرام روشنی کے مینار تھے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ تابعین اور تبع تابعین تک خیر القرون تھا یعنی بہترین زمانے اور لوگوں نے ان سے دین سیکھا پھر رفتہ رفتہ حالات بدلتے گئے چیزیں کمزور ہوتی گئیں لوگوں کے دل سخت ہوتے گئے علماء میں

وہ قوت نہ رہی سیکھنے والوں کے جذبے ماند پڑتے گئے لیکن جب بھی حالات بگڑتے تو اللہ کریم اہل حق کو علماء حق کو اولیاء اللہ کو نیک بندوں کو پیدا کر دیتا وہ انقلاب آفرین ہوتے اور دین کو نافذ کر دیتے لوگوں کے اخلاق و کردار سنورتے لوگ برائی چھوڑ کر تائب ہو کر نیکی کی طرف مائل ہو جاتے لیکن جوں جوں زمانہ عہد نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سے دور ہوتا گیا روحانی قوت میں کمی آتی گئی کیونکہ زمانے گزرنے کے اپنے اثرات ہوتے ہیں ان حقائق سے ذاتی طور پر آگاہ ہو جانے کے بعد سمجھ آئی کہ حضرت عیسیٰؑ کو دنیا میں نفاذ دین کی خدمت کے لئے بھیجا جانا ضروری ہوگا۔ اور اللہ کریم تو اس حال کو پہلے سے جانتا تھا اُسے پتہ تھا کہ ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگ اولیاء اللہ سے بھی متاثر نہیں ہوں گے اور لوگوں میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے رسول ہی کی روحانی قوت کی ضرورت ہوگی اس لئے اس نے ایک نبی کو زندہ باقی رکھا یہ اس کی حکمت کا تقاضا تھا۔ اُسے پتہ تھا کہ ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ جب لوگ نہ علماء سے متاثر ہوں گے نہ اہل اللہ کی محنت سے۔ تب حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا اور اگرچہ وہ شریعت حضور نبی کریم ﷺ کی ہی نافذ کریں گے جو قوت روحانی ہوگی وہ اللہ کے رسول علیہ السلام کی ہوگی۔

تبلیغ کا قاعدہ بھی یہی ہے کہ علم دین سکھانے اور پڑھانے والے کے لئے، دین کی دعوت دینے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے پاس اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات پہنچانے کی روحانی قوت بھی ہو اگر اس میں روحانی قوت نہ ہو تو پھر صرف باتیں ہی رہ جاتی ہیں۔ کردار و عمل میں سوچ اور نیت میں کھرا پن نہیں آتا دینی وعظ حکایات بن کر رہ جاتی ہیں باتیں خبر کے درجے میں ہی رہتی ہیں یقین و معانی نصیب نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کے پاس بہت سی خبریں جمع ہو جائیں تو ایسے علم کا اسکی ذات پر بھی اثر نہیں ہوتا پھر وہ دوسروں پر کیسے اثر انداز ہو سکتا ہے دراصل علم اور خبر میں بڑا فاصلہ ہے۔ معلومات کا نام علم ہے جب وہ معلومات حال بن جائیں تو پھر علم کہلاتا ہے جیسے کسی شخص کو علم ہو کہ اس کے سامنے رکھے ہوئے پانی کے گلاس میں زہر ملا ہوا ہے اگر وہ زہر آلود پانی نہ پیئے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ علم رکھتا ہے اور اگر وہ زہر آلود پانی پی لے تو پھر اس کے پاس علم نہیں محض خبر ہے محض معلومات ہیں جو علم عمل پر آمادہ نہ کرے وہ علم نہیں ہوتا خبر ہوتی ہے اور جو خبر عمل پر آمادہ کر دے وہ علم بن جاتی ہے خبر نہیں رہتی۔

آج ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں، خود اپنے کردار کو دیکھیں، دینی اداروں کو دیکھیں، دین سکھانے والے معلمین کو دیکھیں، مساجد میں جانے والے نمازیوں کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس سب کے باوجود تبدیلی کیوں پیدا نہیں ہوتی۔ کیا وجہ ہے کہ ہر محلے میں ہر گاؤں میں مساجد ہیں جمعہ کے خطبے دیئے جاتے ہیں بچوں کو مولوی صاحبان قرآن کریم پڑھاتے ہیں۔ مفتیان کرام فتوے دیتے ہیں علما مسائل سکھاتے ہیں، مولوی نکاح پڑھتے ہیں جنازے پڑھاتے ہیں۔ پورے ملک میں اتنے اتنے عظیم الشان مدارس ہیں جن کے سالانہ اخراجات کروڑوں میں ہیں قوم کے صدقات وخیرات سے یہ ادارے چل رہے ہیں۔ رات دن قرآن وحدیث پڑھائی جاتی ہے کتنے لوگ وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر علم حاصل کر کے نکلتے ہیں لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ اس ساری کاوش کے نتیجے میں جو مثبت تبدیلی عقیدے اور عمل میں آنی چاہئے تھی وہ نہیں دیکھنے میں نہیں آئی وہ کسی کو کیا تبدیل کریں گے جو اپنی عملی زندگی میں خود اپنے آپ کو تبدیل نہیں کر پاتے۔ ان کی اپنی عملی زندگی میں وہ صلاحیت کیوں نہیں ہوتی!

اس کی وجہ یہ ہے کہ بتانے والے کے پاس روحانی قوت نہیں

ہے اگر بات کہنے والے کے پاس برکات نبوت سے حاصل کردہ روحانی قوت ہو اس کے دل میں وہ انوار ہوں جو انوارات قلب اطہر رسول اللہ ﷺ سے نکلتے ہیں تو اس کے کردار پر لازماً سنت رسول اللہ ﷺ کا رنگ ہوگا پھر اس کی بات میں بھی اثر ہوگا اس کے قرآن پڑھانے میں بھی اثر ہوگا لوگ اس کے بتانے سے تبدیل ہوں گے لوگوں کے عقائد کی اصلاح ہوگی لوگوں کے کردار کی اصلاح ہوگی اور اگر دین کی دعوت دینے والے کے پاس یہ روحانی قوت نہیں ہوگی تو پھر ایسا ہی ہے جیسے کوئی الف لیلوی قصے کہانیاں بیان کرتا رہے اور لوگوں کو مصروف رکھے اس کا اثر کسی کی عملی زندگی پر نہیں ہوگا اور یہی ہمارا آج کا مسئلہ ہے کہ اصل چیز نور نبوت ہے، برکات نبوت سے محروم ہو کر دل کی محبت سے قبول کرنے کے بجائے ہم نے دین کو رسمی طور پر، رواج کے طور پر لے لیا ہے۔

ابھی تو الحمدللہ کسی نہ کسی گوشے میں اللہ کا کوئی بندہ موجود ہے جس کی وجہ سے کچھ نہ کچھ اصلاحی کام ہو رہا ہے لوگوں کے عقائد و کردار کی کچھ نہ کچھ اصلاح ہو رہی ہے لیکن ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب یہ کام ولی اللہ کے بس سے باہر ہو جائے گا پھر نزول ہوگا حضرت عیسیٰ کا وہ نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل کروائیں گے اس وقت اللہ کے رسول علیہ السلام کی روحانی قوت کی ضرورت ہوگی۔

اللہ چونکہ رب العالمین ہے ہر زمانے اور ہر عہد کی ضرورتوں سے واقف ہے اس لئے اپنے عظیم رسول حضرت عیسیٰ کو نبی کریم ﷺ کی شریعت کو نافذ کرنے کے لئے اس عہد میں بھیجے گا جب ان کی روحانی قوت کی زمانے کو ضرورت ہوگی۔

وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور وہ حکیم بھی ہے اس کی حکمت ہر شئے کے راز سے واقف ہے اس نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت مکمل ہو گئی۔ انبیاء کا جو سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوا وہ حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ پر مکمل ہو گیا۔ آپ کے بعد واقعی کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن حضرت عیسیٰ کو اللہ نے اپنی حکمت کے تحت آسمانوں پر زندہ رکھا ہوا ہے اور وقت مقررہ پر وہ دنیا پر نازل ہوں گے یہ اللہ علیم و حکیم کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس نے اپنے ایک نبی کو زندہ باقی رکھا اور بنی نوع انسان کی ضرورت کی تکمیل کے لئے جس قوت کی ضرورت ہوگی وہ قوت حضرت عیسیٰ کے ذریعے اس عہد کے انسانوں کو فراہم کی جائے گی یہ بھی اس کی رحمت ہے کہ اس نے اتنا کرم فرمایا۔

وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ۝ اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر اُن کی موت سے پہلے اُن پر ایمان لے آئے گا اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوں گے تمام اہل کتاب کو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ آسمانوں پر زندہ ہیں جب حضرت عیسیٰ قیامت کے قریب اس زمین پر پھر نازل ہوں گے تو یہ سب اہل کتاب ان پر صحیح ایمان لے آئیں گے اور نصاریٰ میں سے ہر ایک اس سے پہلے کہ وہ مرے وہ اُنؑ کی ضرور تصدیق کرے گا۔ **ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا۔** اور قیامت کے روز دوسرے انبیاء کے ساتھ بھی حضرت عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں کے عقائد و کردار کی گواہی دیں گے انبیاء کی گواہی یہی ہوگی کہ انہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کا پیغام من وعن بندوں تک پہنچا دیا اور درست عقیدہ و عمل کی تعلیم دی جیسا کہ اللہ کریم نے انبیاء کو خود تعلیم فرمایا تھا۔ بندوں کا عقیدہ اور جو عمل تعلیمات نبوت کے خلاف ہوگا وہ اس پر شہادت دیں گے کہ انہوں نے تو یہ عمل و عقیدہ تعلیم نہیں فرمایا بلکہ یہ ان گمراہ لوگوں کی اپنی ایجاد تھی اس کا نتیجہ بھی یہ خود بھگتیں۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

زندگی کا حُسن

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 24-07-2005

الحمدللّٰہ رب العلمین o
والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد وّاٰلہٖ
واصحابہٖ اجمعین o
اعوذ باللّٰہ من الشیطٰنِ الرجیم o
بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیم o
لقد کان لکم فی رسولِ اللّٰہ اسوۃٌ حسنۃٌ o
اللھم سبحنک لا علملنآ الا ما علمتنا
اِنک انت العلیمُ الحکیم

مَولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہٖ الْعُصُرُ

زندگی اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور ہر شخص اسے خوبصورت اور بہترین انداز میں گزارنا چاہتا ہے۔ زندگی کے ساتھ جب حُسن کا لفظ آتا ہے تو انتخاب بہت سا بدل جاتا ہے ورنہ دیکھنے میں تو سانپ بھی بڑا حسین ہوتا ہے لیکن ہر کوئی اُس سے دور بھاگتا ہے اُسے ہاتھ میں نہیں پکڑتا۔ وہ خوبصورت ہے کیوں نہیں پکڑتے!۔ زندگی کی بہت سی خوبصورتیاں زہریلے سانپ ہوتی ہیں اور وہ خوبصورتیاں ہیں جو بظاہر انسانی آنکھ کو خوبصورت لگتی ہیں درحقیقت وہ خوبصورتیاں نہیں ہوتیں وہ زندگی کی دشمن ہوتی ہیں سم قاتل ہوتی ہیں زہر ہوتی ہیں لیکن انسان کے پاس تو یہی ظاہری آنکھ اور یہی ظاہری مادی دماغ اسی سے سوچتا ہے اس سے دیکھتا ہے تو شاید وہ خوبصورتی کے لالچ میں آکر زہریلی چیزیں جمع کرتا رہے زہریلی جڑی بوٹیاں کھاتا رہے زہریلا پھل اُسے خوبصورت لگے اور وہ کھالے اُس کی موت کا سبب بن جائے یہ سب تب ہوگا جب زندگی میں غلط فہمیاں ہوتی ہیں وہ چیز اور ہوتی ہے ہم اُسے سمجھتے کچھ اور ہیں۔ وہ زہر ہوتی ہے اور ہم شہد سمجھ کر کھا جاتے ہیں تو پتہ تب چلتا ہے کہ جب نتیجہ نکلتا ہے جب بندہ مر جاتا ہے تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ اُس نے زہر کھالیا اور مر گیا ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ مسلمان گھروں میں پیدا ہوتے ہیں نیک گھروں میں پیدا ہوتے ہیں اور گمراہ ہوجاتے ہیں دین چھوڑ دیتے ہیں دین بدل دیتے ہیں فرقہ پرستی کا شکار ہوجاتے ہیں چوڑا کو بن جاتے ہیں دہشت گرد بن جاتے ہیں قاتل بن جاتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اُن کی نگاہ انتخاب دھوکا کھاجاتی ہے وہ اپنی طرف سے اپنے لئے بہتر سوچ رہے ہوتے ہیں لیکن اُن کے حق میں وہ بہتر نہیں ہوتا نہ وہ دوسروں کے حق میں بہتر ہوتا ہے نہ اُن کے حق میں۔

تو جس مالک الملک نے دنیا میں اتنی بھول بھلیاں بنادی ہیں کہ ایک چمکدار خوبصورت جانور ہے لیکن ہے تو سانپ ہاتھ لگاؤ ڈس لیا تو مر جاؤ گے۔ وہ بھلا ایسا تو نہیں کہ بندے کو آوارہ چھوڑ دے مصیبتوں میں اور اُسے بتائے بھی نہیں اُسے سمجھائے بھی نہیں کہ کونسی چیز واقعی خوبصورت ہے اور کونسی چیز جو ہے اُس کے حسن کے پیچھے زہر چھپی ہوئی ہے تو اُس نے ایک جملے میں بات ختم کردی۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ. زندگی کو خوبصورت کرنا چاہتے ہو تو زندگی کا سارا حسن اتباع رسول ﷺ میں ہے۔ بات ہی ختم کردی۔ پانی کہاں سے پیؤ روزی کیسے کماؤ دوستی کس سے کرو دشمنی کی حدود کیا ہیں اخلاق وعادات کیسے ہونے چاہئیں تجارت کیسے کرنی ہے سیاست کیسے کرنی ہے کاشت کاری کیسے کرنی

ہے' مزدوری کیسے کرنی ہے۔ کوئی گلہ بان ہے تو وہ طیبہ کے گلہ بان کو دیکھے۔ کوئی مزدور ہے تو وہ مسجد نبوی ﷺ کے پتھر ڈھونے والے مزدور ﷺ کو دیکھے کسی کو ثالثی کرنی پڑ گئی ہے بیت اللہ شریف میں حجرا سود نصب کرنے والے کو دیکھ سکتا ہے۔ کسی کا لینا دینا کاروبار تجارت ہے تو وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے قافلوں کے تجارتی قافلوں کے امیر کے نقشِ کفِ پا کو دیکھے۔ کوئی کثیر العیال ہے تو وہ طیبہ کے کثیر العیال ﷺ کو دیکھ سکتا ہے جس کے دس گیارہ خاندان سسرالیوں کے تھے اس طرح ننھیال کے تھے اسی طرح ددھیال کے تھے اسی طرح دادا کی طرف سے قریش کے کتنے خاندان تھے۔ بہت سی رشتہ داریاں بہت سی ذمہ داریاں بہت سے لوگوں کے ساتھ تعلقات۔ کسی پر امامت کا بوجھ ہے تو مسجد نبوی ﷺ کے امام کو دیکھ سکتا ہے۔ خطابت کا بوجھ ہے تو خطیب مدینہ منورہ کو دیکھ سکتا ہے۔ سیادت کا بوجھ ہے تو اللہ کے رسول اور شہنشاہ کائنات ﷺ کو مدینہ کی سلطنت کا امیر دیکھ سکتا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں نقش کف پائے محمد رسول ﷺ موجود نہ ہوں' بچے پالنے والا اُسے دیکھ سکتا ہے جس نے کائنات کے یتیموں اور غریبوں کو پالا۔ یوں تو رحمت تو ساری کائنات پر ہے لیکن جسمانی اور مادی طور پر بھی کتنے یتیم کاشانہ نبوی ﷺ میں پلے۔ کتنے مساکین کاشانہ نبوی ﷺ میں پلے۔ زندگی کے ہر شعبے میں یہ بھی معجزہ ہے آقائے نامدار ﷺ کا کہ زندگی کے ہر شعبے میں نقشِ کفِ پائے رسول ﷺ موجود ہیں اور سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ چودہ صدیوں میں مشرکین نے کفار نے اُن کے بڑے بڑے فلاسفروں نے ہزاروں بھول بھلیاں ڈالنے کی کوشش کی اور ہزاروں تہہ گرد کی جمانے کی کوشش کی اور ہزاروں جھوٹ لپیٹنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسی روشنیاں کفِ پائے رسول کی ہیں کہ ہر چیز کا جگر پھاڑ کر سامنے آجاتی ہیں کوئی دیکھنا چاہے تو۔ اگر کوئی اپنی آنکھیں بند نہ کرے تو دنیا کا کوئی نظام اُسے چھپا نہیں سکتا۔ فرمایا زندگی کا بہترین مصرف ہے اسوہ حسنہ ۔ آپ ﷺ کی پیروی میں سارا حسن مقید کر دیا گیا ہے جو کام حضور ﷺ کی سنت کے خلاف ہوگا اُس میں حسن نہیں ہو سکتا۔ ایک بڑی مزے کی بات ہے کہ بدعت کے ساتھ علماء ایک لفظ استعمال کرتے ہیں کہ یہ بدعت حسنہ ہے' میں ایک بحث پڑھ رہا تھا اس موضوع پر علماء کی وہ فرماتے ہیں کہ بدعت میں حسن کہاں سے آگیا بدعت تو سنت کے خلاف ہوتی ہے اُس میں حسن کدھر سے آگیا کہ بدعت حسنہ ہوگئی ہاں کچھ باتیں ہیں جو بدعت نہیں سنت ہیں جیسے تراویح کی نماز۔ حضور ﷺ نے پڑھائی اور پھر چھوڑ دی۔ صحابہ انتظار کرتے رہے۔ پھر عرض کی یا رسول ﷺ آپ ﷺ تشریف نہیں لائے فرمایا اپنی اپنی پڑھ لو میں نے تو اس لئے اجتماعی پڑھانا چھوڑ دی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو اللہ کو اتنی پسند آئے کہ یہ تم پر فرض ہو جائے پہلے سے پانچ فرائض ہیں تو یہ لمبا ہو جائے گا اس لئے انفرادی طور پر پڑھ لو۔ تو حضور ﷺ نے پھر جماعت نہیں کروائی پھر عہد صدیقیؓ آیا تراویح کی جماعت نہیں ہوئی۔ فاروق اعظمؓ کا عہد آیا تو انہوں نے فرمایا بھئی وہ عذر حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ فرض نہ ہو جائے اب تو وہ عذر اُٹھ گیا۔ اب تو وحی نازل کسی پہ ہوگی نہیں۔ اس سے فرض ہوگی نہیں۔ اب باجماعت ہونی چاہیے تو انہوں نے اسے کہا بدعت حسنہ ہے وہ مقابل فرمانے لگے یہ بدعت حسنہ نہیں ہے یہ لغوی طور پر بدعت ہے اسے لغت میں آپ بدعت کہہ سکتے ہیں ورنہ یہ سنت ہے۔ ایک عذر تھا تو بدعت کا مطلب ہوتا ہے ایک نیا کام شروع کرنا بدعت ہر وہ کام ہے جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن ہم اُسے نیکی اور عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہ بدعت ہے ورنہ تو بہت سی چیزیں ہیں کھانے پینے کی استعمال کی سفر کی کاروبار کی بہت سے ایسے انداز ہیں جو اُس وقت نہیں تھے آج ہیں لیکن اُن کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ پہلے پیدل یا گھوڑے اونٹ پہ سفر ہوتا تھا اب ہوائی جہاز پہ کرتے ہیں لیکن اگر آپ کسی جہاز پر سفر کرنے کو ثواب سمجھ لیں تو بدعت ہو جائے گی۔ زندگی کی ضرورت سمجھیں اسے دین کا حصہ نہ بنائیں تو بدعت نہیں ہے۔ تو بدعت وہ ہوتی ہے جس کا ثبوت شریعت میں یا اُسوہ حسنہ میں نہیں ہے کوئی بندہ

اپنی طرف سے گھڑ لے اور اُسے ثواب بھی سمجھے تو وہ بدعت بن جائے گی اور ہر بدعت جو ہوتی ہے وہ سنت کو مٹا کر اپنی جگہ بناتی ہے۔ ہر بدعت سنت کو ختم کرتی ہیں۔ بعض احباب کو غلط فہمی ہو جاتی ہے اب ساری عمر ہم بھی سنتے رہے اور چودہ صدیاں پہلے بھی ہوتی رہی اذان اللہ اکبر سے شروع ہوتی تھی اور لا الہ الا اللہ پر ختم ہو جاتی تھی۔ اب ثواب سمجھ کر اُس کے ساتھ سابقے اور لاحقے لگا دیئے گئے تو سنت کیا تھی اللہ اکبر سے شروع ہو لا الہ الا اللہ پہ ختم ہو۔ کلمے کا پہلا جزو ہے آخر میں آگے محمد رسول اللہ ﷺ بھی اذان کا حصہ نہیں ہے۔ وہ پہلی شہادت گزر چکی ہے۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ آخری کلمہ صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ اب اس کے ساتھ ہم اذان میں محمد رسول اللہ بھی جوڑیں تو بدعت ہو جائے گی ثواب سمجھ لیں تو اور جو سابقے لاحقے ہم نے جوڑے اور سمجھتے ہیں کہ اسے ہم صرف ثواب نہیں سمجھتے بلکہ ہم کہتے ہیں جو نہیں جوڑتا اُس کی اذان ہی نامکمل ہے۔ وہ تو صحیح بندہ ہی نہیں وہ تو وہابی ہو گیا۔ تو یہ بدعت ہو جائے گی۔ اب بدعت نے وہ سنت مٹا دی نا کہ اذان اللہ اکبر سے شروع ہوتی تھی' لا الہ الا اللہ پہ ختم ہو جاتی۔ یہ سنت تھی۔ جب بدعت آئی تو وہ سنت اپنی جگہ سے مٹ گئی تو ہر بدعت جو ہے وہ سنت کے خلاف ہوتی ہے اور اُس میں حسن نہیں ہوتا۔ دو قسمیں ہیں بدعت کی ایک لغوی اعتبار سے بدعت ہے وگرنہ وہ کام مباح ہے جس کام کے کرنے کی شریعت میں اجازت ہے اور دوسری حقیقی بدعت ہے جس کام کی اصل شریعت میں نہ ہو اور اُسے ثواب سمجھ کر کیا جائے تو یہ بدعت ہے یہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا منصب ہے کہ وہ بتائیں کہ یہ کام کرنا ثواب ہے اور یہ نہیں ہے یہ میری اور آپ کی نہیں۔

تو زندگی کا حسن جو ہے وہ حضور ﷺ کے نقش کف پائے مبارک کی تلاش اور اُس کے مطابق سفر میں ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ . خوبصورت ترین زندگی' منافع بخش زندگی' مزیدار زندگی پر لطف زندگی اگر بسر کرنی ہے تو

کسی یکجائی سے اب عہد غلامی کر لو
ملت احمدؐ مرسل کو مقامی کر لو

آپ ﷺ کا اتباع کر لو خلوص دل سے کر لو پکا پکا کر لو ہر کام میں کر لو زندگی ایسی مزیدار ہو جائے گی کہ نہ صرف یہ دنیا وہ دنیا بھی سدھرتی چلی جائے گی اور زندگی بھی وہی ہے۔ بگاڑ بھی خدانخواستہ جو یہاں بگاڑ ہوتا ہے وہ وہاں بھی ہوتا ہے اور وہاں بہت بڑے پیمانے پہ ہوتا ہے اور جو یہاں سُدھار ہوتا ہے وہ وہاں بھی الحمد اللہ ہوتا ہے اور بہت بڑا ہوتا ہے تو کوشش کیجئے محنت کیجئے تلاش کیجئے۔ اپنے اُمور کو سنت نبوی علیٰ صاحب الصلوۃ والسلام کے تابع کیجئے اللہ کریم ہم سب کو توفیق دے ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ زندگی موت اور مابعد الموت آپ ﷺ کی شفاعت کا سایہ ہمارے سروں پہ قائم رکھے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

.............☆☆☆......

ضرورت رشتہ

دو بہنیں جن کی عمریں بالترتیب
27 سال .... 24 سال
تعلیم:- ایم اے اُردو
ایم اے عربی
رہائش ______ شیخوپورہ (پنجاب)
ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔
سلسلہ عالیہ کا ساتھی ہونا شرط ہے۔
برائے رابطہ
0333-8746308

ذکر و ثواب

ثواب ہونا الگ بات ہے اور کیفیات کو حاصل کرنا ایک الگ بات ہے۔ ایک آدمی نماز ادا کرتا ہے۔ اُس نے خواہ بے دلی سے پڑھ لی، زبردستی پڑھ لی، اپنے وقت پر شرائط کے ساتھ پڑھ لی تو ثواب کا مستحق ہے۔ اُس نے وہ حکم پورا کر دیا جو نماز کے لئے ہے لیکن اس نماز میں اُن کیفیات کو جو اللہ کی تجلیات کے منعکس ہونے سے پیدا ہونی چاہئیں اُن کو پانا یہ الگ بات ہے۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ اُس کا ہر سجدہ اُسے ایک کیفیت دے، اُس کا ہر قیام اُسے ایک لذت دے اُس کی ہر تسبیح اُسے اُس کا بدلہ دے تو اِس کیلئے ایک خاص توجہ ایک خاص محنت، ایک خاص مجاہدے کی ضرورت پڑے گی۔ یہی حال ذکر قلبی کا ہے اس سے صرف ہم ثواب ہی نہیں ثواب سے بہت آگے کی طلب اور توقع رکھتے ہیں، جمال باری کی تمنا رکھتے ہیں اور وصول الٰہی کی توقع رکھتے ہیں۔

ماخوذ از کنز الطالبین

منجانب

ایچ۔ ایم۔ بی سنز کراچی

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 05-08-2008

سوال:۔ قلب کی نگرانی کیسے ہوسکتی ہے؟

جواب:۔ پاس انفاس سکھایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ کوئی دم غافل نہ جائے ہر دم میں قلب کی نگرانی ہو اور جب کبھی کوئی دم غافل ہو جائے آدمی دنیا میں مشغول ہو جائے اور ذکر کی طرف توجہ نہ رہے تو قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے واذکر ربک اذانیست (الکھف آیت ۲۴) کہ جب بھول جاؤ اور جب یاد آئے تو فوراً اللہ کے ذکر میں مشغول ہوجاؤ۔ جو بھول جانے کے بعد یاد آنے پر فوراً قلب کی نگرانی کرے۔ اس کے سانسوں میں اللہ ھو جاری ہو جاتا ہے۔ جو بُرائی بے حیائی دیکھنے سے بچے وہ بُرائی سوچنے سے بھی بچ سکے گا بے حیائی سننے سے باز رہے غلط محافل میں نہ بیٹھے تو قلب کی نگرانی ہوتی رہتی ہے۔

سوال:۔ سیرالی اللہ اور سیر فی اللہ سے کیا مراد ہے؟۔

جواب:۔ جہاں تک سیر کے لغوی معنی کا تعلق ہے تو اُردو لغت کے مطابق سیر چلنے کو کہتے ہیں اسی لئے جو آدمی چلتا پھرتا ہے اور محض چلنے کیلئے جاتا ہے اس کے بارے کہتے ہیں وہ سیر کے لئے گیا ہے اصطلاح صوفیا میں یہ قرب الٰہی کی منازل کے نام ہیں۔ قرب الٰہی کے لئے جو مجاہدات کئے جاتے ہیں انہیں سیرالی اللہ کہتے ہیں اور کسی کو اپنی حیثیت وظرف کے مطابق ذات باری وصفات باری میں فکر نصیب ہوتو اُسے سیر فی اللہ کہتے ہیں۔

سوال:۔ اللہ کریم نے کچھ لوگوں کو مسلمان والدین کے ہاں پیدا کیا اور کچھ کو عیسائیوں کے ہاں.............؟

جواب:۔ ہٹلر موچی کے ہاں پیدا ہوا تھا اس نے تو ساری عمر جوتے نہیں گانٹھے بلکہ ایسا حکمران بنا کہ پوری دنیا کو مشکل میں ڈال دیا دنیا میں کوئی جہاں پیدا ہو وہ وہیں کا تو ہو کر نہیں رہتا۔ کوئی کسی ڈرائیور کے ہاں پیدا ہو جائے تو وہ نہیں سوچتا کہ صرف ڈرائیور ہی رہ جائے وہ اپنے لئے دنیا میں مقام پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے بڑے بڑے نامور لوگوں کو دیکھیں تو ان کے والدین معمولی لوگ تھے سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا والد صوبیدار تھا ایک رسالے کا سالار تھا تو ایوب خان صوبیداری پر ہی کیوں نہ رہا۔ دنیا میں تو کوئی نہیں دیکھتا کہ وہ غریب گھرانے میں پیدا ہوا ہے تو غریب ہی رہے یا کم پڑھے لکھے گھر میں پیدا ہوا ہے تو تعلیم سے بے بہرہ ہی رہے سب ہی بہتر سے بہتر کی تلاش میں رہتے ہیں یہ اطلاق صرف دین پر ہی ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے ہاں پیدا ہوئے تو عیسائی ہی رہیں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہر بچہ فطری صلاحیتیں لیکر پیدا ہوتا ہے جب دنیا میں محنت کر کے ترقی کرتا ہے تو اسی طرح ہر بچہ خیر وشر کی پہچان لیکر قلب سلیم لیکر دنیا میں آتا ہے زندگی کے ہر موڑ پر فطرت دین حق کا تقاضا کرتی ہے اگر وہ چاہے تو دین میں بھی ترقی کر کے حق کو پا سکتا ہے۔ ویسے تو مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے والے بھی اس سہولت سے کم ہی فائدہ اٹھاتے ہیں بس نام کے مسلمان ہوتے ہیں عقیدے سے بھی محروم اور عمل سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ یہی تو انسانی اختیار ہے جسے بروئے کار لا کر درست فیصلہ کرنا اور حق کو پانا ہی انسانیت کا شرف

ہے۔

سوال :- جولوگ مسلمان گھروں میں پیدا ہوتے ہیں اُن کا کردار انگریزوں سے بدتر ہے انکے پاس جو ایمان ہے وہ کیسا ایمان ہے؟ اس پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نام کے مسلمان بھی بالآخر جنت چلے جائیں گے اور باکردار انگریز دوزخ جائیں گے؟

جواب :- یہ انگریز اور مسلمان کا جھگڑا کہاں سے شروع ہو گیا یہ تو کافر اور مسلمان کی بات ہے۔ یہ کالے گورے کا جھگڑا نہیں ہے یہ تو ایمان و کفر کی بات ہے۔ یہ تو قیامت کو ہی پتہ چلے گا کہ کون ایمان لیکر گیا اور پورے قرآن حکیم نے ایمان کے ساتھ اعمال صالح کی شرط لگا دی ہے **امنو وعملو الصلحت** . جہاں ایمان ہے وہاں عمل صالح ہوگا اور جو ایمان لے کر جائے گا وہ خواہ انگریز ہو یا امریکی پاکستانی ہو یا افریقی ہندوستانی ہو یا جاپانی اسکی بالآخر نجات ہو جائے گی جس کے پاس ایمان نہیں ہوگا اسکی نجات نہیں ہوگی خواہ وہ انگریز ہو یا ایشیائی۔

سوال :- جن لوگوں کو حضور ﷺ کی معیت نصیب ہوئی وہ کفار کیلئے سخت اور آپس میں رحمدل ہیں وہ رکوع وسجود کرتے نظر آتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا اس آیت میں رکوع وسجود ترجمہ ٹھیک ہے؟۔

جواب :- رکوع وسجود سے مراد ہے اللہ کی عظمت کا اقرار اپنے انتہائی درجے میں۔ چونکہ حالت رکوع اور حالت سجدہ دونوں اللہ کی عظمت کے اقرار کا اظہار ہیں لہذا صحابہؓ کے دنیوی امور میں اللہ کی عظمت کا اقرار اس درجے میں تھا جس درجے میں انسان حالت رکوع اور حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔ جولوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ان کے جینے مرنے کے ہر کام میں بنیادی بات رضائے الٰہی کی پاسداری تھی وہ دنیا کا کام کرتے یا دین کا اس خلوص سے کرتے کہ ان کے تمام اعمال پر اللہ کی رضا انہیں نصیب ہوتی اس طرح ان کے دنیوی امور بھی رکوع وسجود شمار ہوتے تھے۔ آج بھی اپنے ظرف کے مطابق جو ہمت کرے اور جس میں جتنا خلوص ہو اللہ کریم عطا کرنے والے ہیں۔

سوال :- کیا معیت رسول ﷺ انہیں نصیب ہوتی ہے جنکی روحانی بیعت ہوتی ہے؟۔

جواب :- جسے معیت رسول ﷺ نصیب نہ ہو اس میں ایمان نہیں رہ سکتا یہ صرف روحانی بیعت کی بات نہیں بلکہ جس میں ایمان کا کوئی ذرہ ہے اسے اتنی ہی معیت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام حاصل ہے۔ معیت ایمان کا نام ہے جو معیت سے محروم ہوتا ہے وہ ایمان سے بھی محروم ہو جاتا ہے اس لئے کہ ایمان نام ہی محمد رسول ﷺ کے ساتھ رہنے کا ہے۔ اب کس میں کتنا ایمان ہے اور کسے کتنی معیت نصیب ہے یہ الگ بات ہے۔

سوال :- کیا جن کو یہ نعمت نصیب ہے اُن سے بھی صحابہ کرام محبت کرتے ہیں؟

جواب :- بہت بچگانہ بات ہے اگر آپ مطالعہ کرنے کی کوشش کرتے تو بہت کچھ سیکھ لیتے۔ میاں کرنے کے کام کرو محنت ومجاہدہ کرکے اپنے دل میں خلوص پیدا کرو دنیا کی زندگی تو گزر ہی جاتی ہے جولوگ دال روٹی کھا کر زمین پر سو جاتے ہیں رات انکی بھی بسر ہو جاتی ہے لیکن نتائج مختلف ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی بادشاہ نے محل کے جھروکے سے دور زمین پر سوئے کسی فقیر کو دیکھا کہ وہ چاند کی چاندنی میں مزے سے سو رہا ہے جبکہ بادشاہ کو محل کے نرم بچھونوں پر نیند نہیں آرہی تھی۔ اس نے فقیر کو صبح دربار میں طلب کیا اور پوچھا کہ تمہاری رات کیسے بسر ہوئی اس نے کہا بادشاہ سلامت کچھ تو آپ جیسی بسر ہوئی اور کچھ آپ سے بہتر۔ بادشاہ نے حیرانی سے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا جتنی دیر آپ سوئے اور میں بھی سویا تو سونے میں تو ہم دونوں

ایک جیسے غافل رہے اور یہ تمیز نہ رہی کہ زمین پر سوئے یا پلنگ پر اور جتنی دیر میں جاگتا رہا اتنی دیر میں اللہ کا ذکر کرتا رہا اور آپ جتنی دیر جاگتے رہے دنیاوی مسائل کے بارے سوچتے رہے تو وہ وقت میرا آپ سے بہتر گزرا سو دنیا میں تھوڑا سا وقت ہر ایک کے پاس ہے وہ سب کا ہی بسر ہو جاتا ہے لیکن کس کے وقت نے آخرت پر کیا نتائج مرتب کئے اس وقت کے استعمال کی اللہ کے نزدیک کیا اہمیت ہے یہ بندے کی کوشش اور محنت پر ہے لہذا زندگی کے جو لمحات میسر ہیں انہیں برکات نبوی ﷺ کو اخذ کرنے پر لگاؤ اللہ کے کرم کی بارش ہو رہی ہے اور برکات نبوت قیام قیامت تک اسی طرح جاری ہیں یہ بندے کی ہمت کی بات ہے کہ وہ انکی عظمت کا کتنا ادراک رکھتا ہے اُن کے حصول کے لئے کتنی کوشش کرتا ہے۔ وقت کو قیمتی سمجھو اسے کوشش کرنے میں صرف کرو۔ مطالعہ کی عادت ڈالو کم از کم المرشد پڑھا کرو۔ مطالعہ کرنے سے بات سمجھ میں آتی ہے سلسلے کی کتب پڑھو تصوف کے بارے دلائل السلوک پڑھو حضرتؒ کی تحریر ہے اسے بار بار پڑھیں کچھ تو سمجھ آنا شروع ہو جائے گی بغیر مطالعہ کے بات نہیں بنتی۔ اللہ کریم توفیق دے کہ اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکے۔

سوال :- حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمتہ اللہ علیہ کو مجدد کہتے ہیں براہ کرم ان کے اجتہادی کارناموں پر روشنی ڈالیں۔

جواب :- آپ نے سوال لکھنے میں لفظ مجدد غلط استعمال کیا ہے اگر چہ آپ پوچھنا وہی چاہتے ہیں جو مجتہد کا معنی ہے۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو مجدد نہیں مجتہد فی التصوف مانا جاتا ہے۔ مجتہد اس ہستی کو کہتے ہیں جو نئے پیش آنے والے مسائل کا حل قرآن وسنت کے گہرے مطالعے اور سلف صالحین کے فیصلوں کی روشنی میں اس سے ملتا جلتا یا اس کے برابر کا کوئی واقعہ تلاش کرے اور پھر درست تعبیر کرے اور اس کے مطابق فیصلہ کرے یہ اجتہاد ہے۔ مجتہد اپنی طرف سے اس میں اضافہ نہیں کر سکتا اور مجتہد کے لئے لازم ہے کہ اسکی تفسیر قرآن پر علم حدیث پر اور دین کے تمام شعبوں پر نہایت وسیع اور عمیق نظر ہو اور سلف صالحین کے راستے پر ہو اور امت کے اہل حق کا اس پر اجماع ہو۔ اجتہاد نہایت ذمہ داری کا کام ہے اس لئے کہ اجتہاد تو مجتہد کرتا ہے لیکن لاکھوں لوگ اس کے اجتہاد پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور انکے عمل کرنے کا اثر انکی آخرت تک محیط ہوتا ہے۔ پُر خلوص مجتہد کے لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک موجود ہے کہ مجتہد پورے خلوص سے کوشش کر کے جو فیصلہ کرتا ہے اس میں اگر اس سے سہواً غلطی بھی ہو جائے تو اللہ کریم اسے معاف فرما دیتے ہیں کہ انسان ہونے کے ناطے غلطی کا امکان ہے لیکن اس نے پوری جانفشانی سے اجتہاد کیا ہے بعد میں آنے والا کوئی مجتہد دوسری بہتر رائے سے ثابت کر دے تو سابقہ اجتہاد کرنے والے کو گناہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر اپنی شہرت کے لئے غلط اجتہاد کرے تو وہ گمراہ ہوتا ہے۔

اتنے کم وقت میں حضرتؒ کے اجتہادی کارنامے بیان نہیں ہو سکتے ایک اصولی بات سمجھ لیں کہ شعبہ تصوف میں بہت رطب ویابس جمع ہو گیا تھا اُن سب کو کانٹ چھانٹ کر علیحدہ کیا خالص، صاف، واضح اور بین راستہ رائج کیا۔ متوجہ الی اللہ ہونے ذکر میں توجہ مراقبات میں رسوخ پیدا کرنے کے لئے مروجہ طریقوں کی کانٹ چھانٹ کی مثلاً تصور شیخ ایک سبق ہے تصوف میں جو دیگر سلاسل میں آج بھی رائج ہے۔ جس میں کچھ فوائد تھے اور کچھ نقصانات۔ اس میں لوگوں کو نقصان کا خطرہ تھا اس لئے حضرتؒ نے اُسے کلی طور پر ختم کر دیا اسی طرح چند مراقبات پہلے رائج تھے حضرتؒ نے انہیں بھی ختم کر دیا متوجہ الی اللہ رہنے کو بہت اہمیت دی اس طرح کے آپؒ نے بہت سے اجتہادی کارنامے انجام دیے اس لئے انہیں مجتہد فی التصوف کہا جاتا

ہے۔

سوال :- اگر انسان کسی کو دلی طور پر ناپسند کرتا ہو اور اسے مروتاً ملنا پڑے تو کیا یہ منافقت کے زمرے میں آتا ہے؟

جواب:- اگر آپ کسی کو پسند نہیں کرتے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے اسکی خوشامد کرتے ہیں تو یہ منافقت ہے اور اگر آپ کسی کو پسند نہیں کرتے لیکن جب وہ آپ سے ملتا ہے تو آپ اسے بااخلاق طریقے سے ملیں یہ اخلاقیات کا تقاضا ہے۔

سوال :- ذکر قلبی سے حلال و حرام میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے ناپاک اور حرام اشیاء قلبی کیفیات کو تباہ کر دیتے ہیں تو پھر ایسے رشتہ دار واحباب جن کے روزی کمانے کے ذرائع ناجائز ہیں ان کے ہاں کھانے پینے میں کن حدود کو مدنظر رکھا جانا چاہیے؟

جواب :- شرعی طور پر اگر کوئی کسی کے ہاں مہمان جاتا ہے تو وہ اس بات کا مکلف ہی نہیں کہ وہ انکے ذرائع آمدنی کی جستجو کرے اور حقیقت معلوم کرے نبی کریم ﷺ نے یہود کی دعوت بھی قبول فرمائی تھی۔ کیا یہود حلال کماتے تھے؟ اس کے علاوہ ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ ایک شخص کماتا تو جائز پیشے کے ذریعے ہے لیکن حلال حرام کی پرواہ نہیں کرتا دوسرا حرام اشیاء کا کاروبار کرتا ہے مثلاً شراب بیچتا ہے یا سود پر کاروبار کرتا ہے یا فحاشی کا کاروبار کرتا ہے یہ پیشے حرام ہیں ان سے اجتناب کرنا شرعاً ضروری ہے اور انکی حرام پیشے کی کمائی سے اجتناب کرنا شرعاً ضروری ہے۔

جن رشتہ داروں احباب کے ہاں حلال حرام کی تمیز نہیں ہوتی اور مہمان کھا لیتا ہے تو گناہ تو نہیں ہوتا لیکن کھانے والے کی کیفیات کو نقصان ضرور پہنچتا ہے اور ناپاک کھانے کی نحوست نقصان دیتی ہے۔

سوال:- کیا عورت اپنی عزت کی خاطر خودکشی کر سکتی ہے؟

جواب :- نہیں یہ جائز نہیں خودکشی کسی صورت جائز نہیں اگر کوئی عزت نہیں بچا سکتی اور اس کے ساتھ زبردستی ہوتی ہے تو اس عورت پر شرعاً کچھ گناہ نہیں۔

سوال :- استحاضہ کی حالت میں نماز اور تلاوت قرآن حکیم کے کیا احکام ہیں؟

جواب :- اس حالت میں ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنا پڑتا ہے لیکن نماز چھوڑی نہیں جا سکتی اور جب وضو ہو تو قرآن پاک پڑھا جا سکتا ہے۔

(نوٹ) دارالعرفان کی محافل میں تصوف کے سوال پوچھے جائیں فقہ کے سوال علماء حضرات تشریف رکھتے ہیں اُن سے پوچھا کریں۔

(حضرت امیر المکرم مدظلہٗ)

..........☆☆☆..........

اِنّا للہ وانا الیہ راجعون

درج ذیل احباب اور انکے عزیز واقارب دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔

☆...... چکوال (تلہ گنگ) سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی اللہ دتہ کا جواں سال بیٹا خالق حقیقی سے جا ملا ہے۔

☆...... کیروالا سے سلسلہ عالیہ کے بزرگ ساتھی فتح محمد انتقال کر گئے ہیں

☆...... شورکوٹ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد اکرم کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔

☆...... ہری پور کے ساتھی خیبر زمان کی والدہ انتقال کر گئی ہیں۔

☆...... سیالکوٹ (ستراہ) سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی احسان اللہ چھینہ کی والدہ انتقال کر گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے

غزوۃ الہند — قریب تر ہے نمود جس کی

انور شاہ

امریکی دانشوروں نے امریکہ اور سویت یونین کے مابین سرد جنگ کے دوران ہی کہنا شروع کر دیا تھا کہ اصل خطرہ اسلام سے ہے نہ کہ کمیونزم سے۔ لہذا حدف، اسلام ہونا چاہیے جو کسی وقت بھی مغربی تہذیب کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے سویت یونین نے جب دریائے آمو کو عبور کر کے افغانستان پر حملہ کیا تو امریکہ کو ویت نام میں اپنی شکست کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا چنانچہ امریکی اسلحہ سے لیس افغان مجاہدین نے پاکستان کی مدد سے حملہ آور روسی فوج کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ افغان مجاہدین نے یہ کہاوت کہ روسی ریچھ جس جگہ داخل ہو جائے، وہاں سے کبھی نہیں نکلتا۔ غلط ثابت کر دی۔ سویت یونین کو ذلت آمیز شکست کے بعد افغانستان چھوڑنا پڑا۔ سویت یونین کے حصے بخرے ہو گئے اور دنیا کی دوسری بڑی سپر پاور کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی سرد جنگ اختتام پذیر ہوئی، امریکہ کو دنیا کی واحد سپر پاور کا سٹیٹس مل گیا اور اسے مغربی تہذیب کے اولین حدف اسلام سے دو دو ہاتھ کرنے کا موقع مل گیا۔

اسلامی قوتوں کو حدف بنانے کے لئے ضروری تھا کہ انہیں دہشت گرد، ظالم، سفاک اور خونخوار ثابت کیا جائے۔ اگر چہ یہ کام ایک عرصہ سے جاری تھا مگر دنیا کو یہ باور کرانا ضروری تھا کہ اسلامی جنگجو، مہذب دنیا کے دشمن ہیں اور ان سے دنیا کے امن کو خطرہ ہے یہ ثابت کرنے کے لئے مار دھاڑ سے بھرپور ڈرامہ رچانا ضروری تھا۔ کروڑوں مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لئے چند ہزار نفوس کی قربانی کوئی مہنگا سودا نہ تھا۔ چنانچہ مہذب دنیا کی ہمدردیاں جیتنے کے لئے 9/11 کا ڈرامہ رچایا گیا۔ امریکی قوانین کے مطابق تیس سال بعد خفیہ دستاویز Classified Documents کو منظر عام پر لایا جاتا ہے یہ 2031ء میں پتا چلے گا کہ اس ڈرامے کا ہیرو کون تھا اور حدف کے حصول کے لئے کس کس کو استعمال کیا گیا۔ ماہر سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ جس زاویے اور قوت سے طیارے Twin Towers سے ٹکرائے، اس سے ٹاورز میں استعمال ہونے والا سٹیل پگھل نہیں سکتا اور ٹاور کے زمین بوس ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سوالات تو اور بھی بہت سے ہیں مگر امریکی حکومت نے دنیا کو مطمئن کرنے کی بجائے War on Terror کا شور مچا دیا۔ سارا ملبہ غریب مسلمانوں پر گرا اور دہشت گردی کی اس واردات کا تعلق القاعدہ سے جوڑ دیا گیا جس کا سربراہ افغانستان میں مقیم تھا یوں افغانستان پر حملے کا جواز پیدا کیا گیا۔

افغانستان پر حملے کا اصل مقصد تو ایک اسلامی حکومت کا خاتمہ تھا جو اسلامی شریعت پر عمل پیرا تھی۔ مغرب کو اصل خوف یہ تھا کہ اسلامی شریعت پر تشکیل پانے والا معاشرہ مغربی تہذیب کے شاخ نازک پر بننے والے آشیانے کی بربادی کا سبب بنے گا جو اسلام کے ہاتھوں اس کی شکست کا پیش خیمہ ہوگا۔ مزید برآں اگر اسلامی نظام اور انصاف پر مبنی نظام شریعت فروغ پا گیا تو مغرب کی صدیوں سے ترسی ہوئی عوام کو اسلام کی شکل میں ایک مضبوط سہارا مل جائے گا جو

زوال پذیر مغربی معاشرے کی موت ہوگی۔ اس کے علاوہ کچھ سیاسی، معاشی اور فوجی امور ایسے تھے جنہیں امریکہ نظر انداز نہ کرسکتا تھا۔ وسطی ایشیاء کے تیل کے ذخائر پر قبضہ، روسی اور چینی عزائم کا توڑ، ایران پر حملہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا خاتمہ ایسے اہداف تھے جن سے امریکہ کے مفادات وابستہ تھے۔

افغانستان پر حملہ کے دوران امریکی اور نیٹو کی افواج نے بربریت کی جو داستان رقم کی اس سے چنگیز خاں کی روح کانپ اٹھی ہوگی۔ افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی لاکھوں مسلمانوں کو فضائی حملوں میں شہید کردیا گیا، مہذب دنیا، نہتے افغانیوں پر پل پڑی اور War on terror کے نام پر سرکاری دہشت گردی کی گئی۔ مسلمانوں پر واضح کردیا گیا کہ اگر شریعت کے نفاذ کے متعلق سوچا بھی تو تمہارا حشر ایسا ہوگا۔ ان حالات میں شاعر مشرق علامہ اقبال یاد آئے۔ جب پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے ہوئے تو انہوں نے کہا تھا۔

اگر عثمانیوں پر کوہ الم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اقبال نے سلطنت عثمانیہ کے زوال پر امت مسلمہ کو حوصلہ دیا۔ مگر جب افغانستان میں مسلمانوں کی نسل کشی جاری تھی تو کسی کونے سے آواز بلند نہ ہوئی جو اجڑے دلوں کو سکون دیتی۔ پھر حضرت امیر المکرم مدظلہ کا بیان نظر سے گزرا '' اس بات سے مت گھبراؤ کہ افغانستان میں بے شمار لوگ مارے گئے۔ جنہیں اللہ نے شہادت کی سعادت نصیب کرنا تھی وہ سرفراز ہوئے...... بے فکر ہو کر رہو اتنی عظیم جنگ ہوگی جس کے بعد صدیوں جنگ کا لوگ نام بھول جائیں گے...... شہادت اور شہدا کے خون کے صدقے زمین پر وہ امن آئے گا تو لوگ پھر سے یاد کریں گے کہ معاشرہ انسانی یہ ہوتا ہے...... کسی مایوسی کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ اللہ موجود ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت جاری وساری ہے اور اللہ کی کتاب موجود ہے مایوس وہ ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی نہ ہو''۔

حضرت مدظلہ کے بیان سے دکھی دلوں کو حوصلہ ملا۔ اگرچہ افغانستان میں امریکی اور اتحادی افواج کی خونریزی جاری تھی۔ اتحادیوں نے اپنے سارے مہلک ہتھیار آزما لئے مگر مجاہدین کے جذبہ جہاد کو کچلنے میں ناکام رہے بلکہ ہر گزرے دن کے بعد یہ جذبہ جہاد فزوں تر ہو گیا۔ زمینی جنگ میں مجاہدین نے اتحادی فوجوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے اور اب ان کے جرنیل برملا اعتراف کررہے ہیں کہ افغانستان میں جاری جنگ جیتی نہیں جاسکتی۔ اب ملا عمر سے مذاکرات کی باتیں ہورہی ہیں۔ کئی اتحادی ملکوں نے افغانستان میں فوج بھیجنے سے انکار کردیا ہے اتحادی فوجوں کا مورال دن بدن گر رہا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں ان دیکھے دشمن کا سامنا ہے جو کمپیوٹر انٹرنیٹ اور سٹیلائٹ کا بھرپور استعمال کر کے امریکی اتحادیوں کو تھکا تھکا کر مار رہا ہے جو ٹیکنالوجی عراق میں امریکہ کو شکست دینے میں استعمال ہوئی اب وہ افغانستان میں استعمال ہورہی ہے ادھر امریکی خفیہ ایجنسی CIA نے رپورٹ دی ہے کہ مجاہدین کو پاکستانی خفیہ ایجنسی ISI کی مدد حاصل ہے اس رپورٹ میں درج ہے کہ روس، چین اور ایران افغانستان مجاہدین کو اسلحہ فراہم کررہے ہیں۔

ملا عمر کا بیان نظر سے گزرا کہ اتحادی فوجی افغانستان سے نکل جائیں تو بات چیت ممکن ہے مگر بارک اوباما نے کہا ہے کہ عراق سے بتدریج فوجیں نکالی جائیں گی اور افغانستان میں مزید افواج بھیجی جائیں گی کیونکہ افغانستان کی سرحد سے ملحقہ قبائلی علاقہ میں چھپے ''دہشت گردوں'' سے عالمی امن کو خطرہ ہے پاکستان کے قبائلی علاقوں پر اتحادی فوج کے حملے تیز ہو گئے ہیں اور سینکڑوں بے گناہ

قبائلیوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ انڈیا نے افغانستان میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں اور بلوچستان، سوات اور قبائلی علاقوں میں مداخلت کا سلسلہ وسیع کر دیا ہے۔ اسرائیل کو بھی واحد مسلمان ایٹمی طاقت کا وجود گوارا نہیں۔ امریکہ، ہندوستان اور اسرائیل کے مذموم ارادے کھل کر سامنے آ گئے ہیں اور ان کا پہلا حدف پاکستان ہے۔

حضرت امیر المکرم مدظلہ نے اپنے ۲۲ ستمبر ۲۰۰۱ء کے خطاب میں اس خطرے کی نشاندہی ان الفاظ میں کی تھی "اس سارے پس منظر میں دیکھا جائے تو ہندوستان اور پاکستان کی جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے۔ امریکہ نے ظلماً بے شمار مخلوق تہہ تیغ کر دی، بے شمار خاندان اجاڑ دیئے، انشاء اللہ اس قتل عام کا ردعمل ہوگا...... جذبہ جہاد، قیام خلافت اسلامیہ کی امنگیں کروٹیں لے رہی ہیں...... یقین رکھیے ہندوستان حملہ آور ہوگا اور یہی ابتدا ہوگی غزوۃ الہند کی یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ امریکہ کا یہ قتل عام ایک ابتدا ہو چکی ہے۔ اب اس میں ایک وقفہ ہے اس وقفے کے بعد ہندوستان بھی حملہ آور ہوگا اور افغانستان سے بھی ردعمل شروع ہوگا جو اپنے عروج پر پہنچ کر یہ بتائے گا کہ یہ غزوۃ الہند ہے جس میں انشاء اللہ مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوگی مسلمان شریک ہوں گے"۔

بارک اوباما کے بیان کے بعد یوں لگتا ہے کہ امریکی حملوں میں شدت آئے گی جس کا ردعمل افغانستان اور پاکستان میں ہوگا ہندوستان کی افغانستان اور پاکستان کے کچھ خطوں میں سرگرمیوں اور کشمیر میں قتل عام کے نتیجے میں مسلمانوں میں بیداری کا عمل پیدا ہوگا پھر وہی ہوگا جس کا ذکر حضرت مدظلہ نے اپنے بیان میں فرمایا۔

"یہ طے ہے کہ غزوۃ الہند کی ابتدا ہو چکی۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں شدت پیدا ہوگی اور قدرت کاملہ شمع رسالت کے پروانوں کو موقع فراہم کرے گی کہ اپنی جان اور مال نچھاور کر کے اللہ کے دین کو سربلند کر دیں۔ امتحان کی گھڑی آنے والی ہے بہت جلد یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ کون طاغوتی طاقتوں کا ساتھ دیتا ہے اور کون دہر کو اسم محمد ﷺ سے اُجالا کرنے کے لئے اپنی جان ہارتا ہے۔ وہ وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر دنیائے کفر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے اور بنی نوع انسان کو دائمی امن کا راستہ دکھانا ہے جو کفر کے بُت گرا کر ہی نصیب ہوگا۔

اٹھو ظلم کو پھر جہاں سے مٹا دو
زمانے کو سنت نبیؐ کی دکھا دو
بٹھائے ہیں جو کفر نے بت گرا دو
بنی نوع انسان کو پھر سے دکھا دو
امن کا بھلائی کا رستہ ملا ہے
کہ اسلام ہی بس یہی ایک راہ ہے
میرا رستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

کیا ہم نے بنی نوع انسان کو امن کا راستہ دکھانے کے لئے تیار ہیں؟ کیا ہم دین مبین کی سربلندی چاہتے ہیں؟ کیا ہم غزوۃ الہند کے مجاہد بننا چاہتے ہیں جس کے متعلق نبی اکرمؐ نے خبر دی کہ میری امت کے آخری حصے میں دو جماعتیں ایسی ہوں گی جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گی اور جو دوزخ سے محفوظ قرار دی جائیں گی ان میں ایک جماعت وہ ہوگی جو غزوۃ الہند میں شریک ہوگی اور دوسری جماعت وہ ہوگی جو نزول عیسیٰؑ پر ان کی رفاقت میں جہاد کرے گی۔ کیا ہم موت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہیں اگر اب نہیں تو پھر کب تیار ہوں گے؟ یہ وہ سوال ہیں جو میں اپنے آپ سے کر رہا ہوں اور آپ سے بھی۔

..........☆☆☆..........

Islam - the Religion of Love

Translated Speech

of

His Eminence Ameer Muhammad Akram Awan

Shaikh Silsilah Naqshbandiah Owaisiah

Dar ul Irfan, Munara, Pakistan

27th June 2003

Surah al-Furqan starts in the 18th Chapter with these verses. The Gracious Lord says, Almighty **Allah** possesses all the blessings, **He** is the Most Blessed; **He**, Who revealed a Book that highlights the difference between right and wrong. It has separated truth from falsehood, like day from night. **He** revealed it on **His** beloved slave-SAWS, so that he may caution whole humanity about the disastrous consequences of following the untruth. Our Urdu translators, at times, casually translate 'Nazeer' as 'Frightener - the one who frightens'. Here the holy Quran means, 'revealed the Book on **His** slave so that he may guide those who pay heed'. I don't understand how 'Nazeer' can be translated as 'frightener'? Fright or fear can be of various types. One type of fear is that of a thief or mugger; other type may be fear of disease, it can also be fear of loss in business, yet another type may be fear of something harmful like a snake. Nazeer, however, denotes a person who informs you, in advance, about the consequences of your wrong actions; for example, if you are eating something and a person tells you that your food can cause you cholera in this season; he would be called Nazeer. It is exalted status of the holy Prophet-SAWS that he informs man of the damage and destruction that his disbelief, disobedience, ingratitude and cruelty will cause in this world, and also of the suffering and punishment that portray his deeds and await him, at the doorstep of his eternal life. He-SAWS advises man to repent and reform, else, he would be ruined by the natural consequence of his acts.

Almighty **Allah** says, 'I have revealed a Book'. Translators have usually translated 'Book' as Quran, while the translation of 'Furqan' is not Quran. Furqan means something

that differentiates, and here it refers to the holy Quran. Almighty **Allah** did not mention the name of the Book, but mentioned its attribute that it separates truth from falsehood. Whether someone believes or not, it clearly differentiates between right and wrong. It has been revealed for the worlds; not for just one world but for all the worlds. 'Aalamin' denotes everything in the universe except the Divine Being; so that it informs the 'Aalamin' of the hazardous consequences of staying away from **Allah**; and to **Him** belongs the sovereignty of the heavens and the earth. You fear governments and rulers, whose pomp and show is only a momentary and temporary; the real kingdom of the heavens and earth belongs to **Allah**; **He** is the real Sovereign. **His** rule extends over each particle, each whiff of breeze, every blade of grass, each ray of the sun and each leaf of every tree. You feel afraid of small, insignificant rulers and obey them; shouldn't you fear and obey the Sole, Absolute Ruler? **He** has taken no son for **Himself**. The Jews say, 'Uzair-AS is the son of **Allah**'; the Christians claim, 'Jesus is the son of **Allah**.' But **He** says: '**I** have no son.' **He** is the Absolute, the Single; there can be none like **Him**. A son necessarily belongs to the genre and species of his father. The son of a human being would be a human, the young of an elephant would be an elephant and that of a bird would essentially be a bird, inheriting the attributes of its father. If God had a son, he would have been another god. But, **He** neither has any son, nor any partner in **His** sovereignty; **He** is the Absolute Ruler, no one can interfere with **His** rule. It is **He** Who has created everything. **He** has created the earths, skies, sun, moon, stars, winds, rains, clouds, oceans, angels, jinns, human beings and all that we know and all that we don't. Then, for everyone, **He** has defined a term that none can exceed. If someone has the government, it would end within a defined period. If someone is in power, it would also leave him at a defined time. Similarly, both life and health of a person would also end at a defined hour. One would have to leave wealth behind, at a given time, and none can predict that he would get a coffin and the burial. None can exceed the time set by **Him** and none can challenge **His** rule.

Quran is the Book that contains a Message of Mercy for the whole humanity. The holy Prophet-SAWS made incessant effort to save all human beings from eternal loss. Since that time, till the Last Day, each servant of the holy Prophet-SAWS will make a similar effort to save every member of human race from that distress. It means that Islam loves humanity and does not hate it. Islam does not hate any human being, religion or belief. Yes, it hates, oppression and instructs to hate oppression; it hates evil and preaches to hate evil. It does not teach hate for any individual, person, nation or belief.

Our worthy President is visiting USA these days. He has had an exclusive meeting with US President Mr. John W Bush, whose details have not yet been revealed to the media. It was mentioned in yesterday's paper that these details would gradually filter out. It was given in today's paper that Mr. Bush has told President General Pervez Musharraf that 'the religious institutions in Pakistan need a lot of reformation.' Now, what is the problem and how can that be rectified. He has said that 'these institutes teach hatred for the US. They should be advised to teach other subjects like Maths, English or History, instead of teaching hatred for the US.' This impression is totally baseless that religious institutes teach hatred for US, UK, China or Japan. They teach hatred for none! On the contrary, they teach love for humanity and the human race. The reason for people's hatred for US is not any Quranic injunction, but the tyranny initiated by Mr. Bush's father and accomplished by the son. People hate US for the devastation caused on the globe by Mr. Bush. It is equally incorrect that only Pakistanis hate US. I assert that US Christians and non-Muslims also hate Mr. Bush's government because it has given nothing but destruction to this world. If Mr. Bush continues with his policy of slaying innocent children, bombing elderly civilians, dishonouring women, destroying homes, backing Israel to destroy home and habitations, then he should ask himself, who has ever earned love with tyranny? Who pays back in affection for cruelty? Doesn't Mr. Bush understand such a simple principle? If he doesn't, our worthy President General Pervez Musharraf should have whispered in his ear that 'US is harvesting hate because of the seeds of tyranny sown by you.' It is not mentioned anywhere in the Quran or Hadith that people should hate US, nor do the religious schools teach anything like this.

Once a Companion came to visit the holy Prophet-SAWS. During those times, people wore loose shirts with long sleeves. He took out two very small birds from one of his sleeves, showed them to the holy Prophet-SAWS and said, "I would rear them." The holy Prophet-SAWS replied, "But, how anxious and worried would be the couple whose young ones you have taken! Go back immediately and restore them to their nest." Islam and the Prophet-SAWS of Islam teach to love everything, even animals. The holy Prophet-SAWS has instructed to sharpen the knife that is used to slaughter Halal animals. **Allah** has given you the right to slaughter, but do sharpen you knife so that the animal does not feel pain under a blunt knife. The camel of a person from Madinah grew old and weak. Strenuous labour caused wounds on its back; it couldn't work any more, so the owner drove it out; but, wherever it went, people drove it back. Once it was standing in the street, when the holy Prophet-SAWS

came out of his blessed apartment. As soon as the camel saw the holy Prophet-SAWS, it started wailing. **Allah** and **His** Prophet-SAWS know better, in which language it narrated its misery that, standing there, the holy Prophet-SAWS asked about its owner and sent for him. The man was called. The holy Prophet-SAWS said, "This camel is complaining against you. You had put it to labour for a whole lifetime. Now that it is unable to work any longer, you have stopped feeding it. Take it along and look after it. It has served you for a while, now you take care of it. It is a Halal animal, if it is unable to work, you may slaughter it, but, don't drive it out." The holy Prophet-SAWS is 'Mercy for the Aalamin'; he has taught love for everything. The message of Islam is love, not hate.

China is a non-Muslim country; Russia, her neighbour is also a communist country; people hate Russia but don't hate China. Both practise similar ideology, systems and economy, but with different approaches. Russia has destroyed a whole world, but China has not bothered anyone. Russia annexed Central Asian Republics and caused havoc in Afghanistan. It finally broke; the annexed States recovered their independence and Afghanistan regained its freedom; Russia fell low and was forced to beg. But, who can dispel the hate sown in human hearts by Russian atrocities? Russia is no longer in Afghanistan, but will any Afghan ever love her? Will any Muslim ever love her? This concept is totally wrong that people hate USA, because religious institutions, scholars or clerics in mosques are teaching hatred against her. No! It is USA who is sowing the seeds of hatred against herself. Whosoever commits atrocities on the globe should expect only hatred in return.

It is correct and I endorse the concept that religious institutions shouldn't teach religion only; they should also teach other subjects. The holy Prophet-SAWS has said that knowledge comprises two parts: knowledge of religion and knowledge of the world. Knowledge would be complete only when a person understands religion and possesses worldly knowledge also. This is our weakness and it is we, not USA, who are the sufferers. If students graduating from religious institutions had also acquired worldly knowledge, they could have joined the civil services; some of them would have become Assistant Commissioners, Deputy Commissioners, Commissioners or even Ministers. Such people would have treated all human beings, at least their countrymen, with equality and justice. Had the students of such institutions acquired worldly knowledge, some of them could have become generals. Such a general, blessed with both types of knowledge could have brought a positive change. If religious schools are not imparting worldly knowledge; the

loss is ours and not that of the US. It is our requirement that people who study the Quran and Hadith should also acquire worldly knowledge and then hold high offices, so that God's creation receives love alongwith kindness, mercy and justice.

We are insignificant people, ordinary urban citizens of Pakistan like many more. But it is disappointing that our religious scholars, who are ministers or members of the Parliament and Senate, have failed to convince the world that Islam is the religion of love and it doesn't teach hatred. My talk is being heard by you; a few more may hear it, but the discussion that takes place in the National Assembly or Senate, and the point of view expressed by a member of the National Assembly or Senate echoes worldwide. Unfortunately our religious scholars, who have gone to the Assembly and the Senate, see only two problems in the world: the LFO (Legal Framework Order) and the uniform of President Musharraf. They think that there is no other problem in the world. If they couldn't discuss the problems of our country, they could at least demonstrate to the non-Muslim world that Islam does not teach hate, it teaches love; Islam is not your foe, it is your friend; Islam wants to invite you towards **Allah**; it wants to save you from Divine wrath and the doom of the Hereafter. As far the notion that USA is a superpower, it is totally absurd. There is only one superpower, the One Who has declared: *To **Him** belongs the sovereignty of the Heavens and the earth.* **His** kingdom is eternal; it is **He**, Who has created all that exists on earth. Then **He** established a measure for everything. Everyone has to die. The shadow of death stalks every life; decline is the fate of every climax; old age must follow every youth; weakness chasing strength shall overtake it one day. A time would come when I shall be here no more, you won't be here, neither President Bush nor General Musharraf would be here, but **His** Kingdom and Sovereignty shall prevail till eternity.

Islam is an eternal truth that can't be effaced. ***We** have revealed the Reminder and **We** are its Guardian.* Who can eliminate something this is guarded by **Allah Himself**? The holy Quran shall continue to exist; so shall Islam and its followers. As far power and prestige are concerned, they keep changing hands. ***We** keep changing the days between people.* **Allah** says, 'I keep alternating the tide of time'. It is because of our sins, mistakes and faults that Muslims are being ruled by the non-Muslims. **Allah** will, at last, accept the repentance of some of us. Someone would realize that he must assign top priority to the love of **Allah** and **His** Prophet[SAWS], and that the obedience of **Allah** and servitude to **His** Prophet[SAWS] must take precedence over everything else. When this fact is realized by

Muslims, it would mark the beginning of Islamic Renaissance. The Muslims have suffered gradual decline while the non-Muslims have progressed. Muslims have reached the lowest ebb, from where they can't go any lower; the situation must improve now. We would be happy if President Bush himself accepts Islam. He should study the holy Quran and Hadith, and understand Islam. We would be happy if US accepts Islam. If you don't accept Islam, you would never find love. If someone thinks he can close down religious schools, he is mistaken. The education of Quran and Hadith contains integral strength. When **Allah** is preserving the Quran, **He** would preserve its teachers also. **Allah**'s undertaking to protect the Quran necessarily includes the protection of its teachers, learners and students. Quran can be protected only when its teachers and students are also protected. These religious schools are under **Allah**'s protection; no one can harm them. Our government is under a wrong notion; it won't gain anything by opposing the religious parties and schools. It is equally wrong to scheme to disgrace and humiliate them. *Honour is for **Allah**, **His** Prophet-SAWS and the believers*. Religion is the source of respect and not insult. No one can get humiliated because of religion. Religious scholars earn disrespect only when they start coveting worldly gains. It is the worldly greed and not religion that brings disgrace. Honour is for **Allah**, **His** beloved Prophet-SAWS and **His** faithful servants.

This discourse will continue and we shall be expressing our opinion as new events unfold themselves. I'm however, surprised that 'people are loyal to the king than the king himself'. Member of various agencies keep coming to us here. I don't understand what they complain about. I don't think I have ever adopted an insulting attitude for anyone. This is the pulpit of the holy Prophet-SAWS, and there are definite etiquettes of speaking from here. The speaker who hurls insults on others can not remain safe himself. It is wrong to think that we would insult, humiliate or ridicule anyone from this platform. This pulpit is not meant for such practices. It is the fount of love, blessings of the holy Prophet-SAWS and it extends an open invitation...even if a habitual sinner of a lifetime, a murderer, an oppressor or the most ungodly person approaches this pulpit, he would never be rejected. It would extend the shade of **Allah**'s Mercy to anyone who repents and draws near. From this pulpit is extended message of the Quran, message of the holy Prophet-SAWS and the most encompassing mercy; everyone is invited to come and learn **Allah**'s religion, get **Allah**'s love and learn to follow the holy Prophet-SAWS. Pulpit of the holy Prophet-SAWS does not teach to hate anyone. I have asked the members of the government agencies many times to take the recorded cassettes from us instead of making their own notes.

That way, our speech would be communicated to other people, in its true form. We say something else, while you report something else, after all honesty also has its demands. Whatever is said must be reported, because it is said to be conveyed and not concealed.

May **Allah** guide everyone! People working in the agencies are also our Muslim brethren; we pray for them also. May **Allah** forgive us our sins; grant us **His** love and the love of **His** Beloved Prophet-SAWS! May **He** grant the wisdom to our religious scholars to display to the non-Muslim world that Islam is not your enemy; it is your well-wisher and invites you towards **Allah**; it calls you towards truth and stops you from oppression; if you don't abstain, you would suffer both in this world and the next. May **Allah** grant us the strength to express and follow the truth! Death has to come at an appointed time. We don't fear death; we rather prepare for it; by **Allah**'s favour, we are ready to receive it any time of the day or night. I attend to innumerable tasks but there is not a single project about which I feel concerned. I am free and ready to meet death, even right now sitting here. We would attend to all responsibilities and duties as long as we are here in this world. Business, lands, houses, children everything belongs to **Allah**; we are only their custodians. When **He** gathers us, the responsibility of all this would transfer to someone else; why should we feel unduly concerned? As long as we live, we must work because that is obligatory. Striving with fair means to earn livelihood is mandatory, just like Salah, Saum and Hajj. If I don't work now, I won't die of hunger, but it is one of the best worships to work to earn through fair means; why shouldn't we do it? But it shouldn't be assumed that I am very busy and thus afraid of death. No, I am always ready to go. I know I have to die. I believe in the Hereafter and am sure that I have to go before **Allah** and I am also sure that the holy Prophet-SAWS shall not deprive a humble servant like me. Only that person, who apprehends trouble, should fear death. Why should we fear death, when we know that it would take us to the audience of the holy Prophet-SAWS; what good are we doing here? I think the government and rulers would benefit more by paying heed to my advice rather that trying to frighten me.